اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
DECEMBER 2016
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 272
Regd. # MC-1177

ترجمہ وشرح

قصیدۂ بدء الأمالی

تصنیف

امام ابوالحسن علی بن عثمان الاوشی الحنفی

متوفی ۵۶۹ھ

مترجم

علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ

(۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۱ھ/۱۴ اگست ۱۹۷۱ء)

عقیدة أهل المعالی

فی شرح

قصیدة بدء الأمالی

مترجم وشارح

علامہ ابومحمد احمد چکوالی ثم لاہوری

تحقیق، ترتیب، تحشیہ

خرم محمود

جمعیت اِشاعتِ اہلِسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

ترجمہ وشرح

قصیدہ بدء الأمالی

تصنیف

امام ابوالحسن علی بن عثمان الاوشی الحنفی

[متوفی: ۵۶۹ھ]

مترجم

علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ

[۱۲ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ / ۴ اگست ۱۹۷۱ء]

عقیدۃ اھلِ المعالی فی شرح قصیدۃ بدء الأمالی

مترجم وشارح

علامہ ابو محمد احمد چکوالی ثم لاہوری

تحقیق، ترتیب وتحشیہ

خرم محمود

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

"نور مسجد" کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 021.32439799

کتاب : قصیدہ بدء الامالی

مؤلف : امام ابو الحسن علی بن عثمان الاوشی علیہ الرحمہ

مترجم : علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی

شرح : عقیدۃ اھل المعالی فی شرح قصیدۃ بدء الأمالی

شارح : علامہ ابو محمد احمد چکوالی ثم لاہوری

تحقیق وترتیب: خرم محمود

نظرِ ثانی : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

سن اشاعت : ربیع الثانی ۱۴۳۸ ہجری/دسمبر 2016

سلسلہ اشاعت: 272

تعداد : 4500

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

''نور مسجد'' کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ اس ویب سائٹ پر بھی موجود ہے:

www.ishaateislam.net

نوٹ: سال 2017ء کی ممبر شپ کے لئے فارم رسالے میں موجود ہے۔

فہرست مشمولات

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ ربّ العزّت کے لیے، جو تمام جہانوں کا خالق ومالک ہے۔ بعدِ حمدِ خدائے تعالیٰ بے شمار درود وسلام شاہِ لولاک، رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور آئمہ شریعت وطریقت پر۔

عقیدہ بنیاد ہے۔ اگر عقیدہ درست ہے تو تمام اعمال کے درست ہونے کی امید کی جاسکتی ہے اور اگر عقیدہ خراب ہو جائے تو تمام اعمال اکارت ہو جاتے ہیں؛ اسی لیے ہمارے اسلاف نے عوام المسلمین کے عقائد کی حفاظت وتصحیح کی طرف توجّہ دی اور اس کے لیے متعدّد کُتُب ورسائل تحریر کیے، ان میں سے ایک "قصیدہ بدء الامالی" ہے، جس کے ناظم شیخ فقیہ سراج الدّین ابو محمد علی بن عثمان بن محمد التیمی الاوشی الحنفی ہیں اور اس قصیدے کی متعدّد علمانے شروحات لکھی ہیں، ان میں سے ایک شرح ابو محمد احمد چکوالی ثمّ لاہوری نے کی ہے، جو پہلے لاہور پھر ترکی سے شائع ہوئی اور ایک طویل عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے علامہ مولانا خرم محمود کو توفیق بخشی، انہوں نے اسے اور مفتی غلام معین الدّین نعیمی کے ترجمہ کو از سرِ نو کمپوز کیا، اغلاط کو درست کیا اور جہاں ضرورت پیش آئی حواشی تحریر کیے اور اشاعت کے لیے جمعیّت اشاعت اہلسنت، پاکستان کو اشاعت کے لیے پیش کیا، لہذا ادارہ اسے اپنے سلسلہ اشاعت نمبر 272 پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ مولانا موصوف اور اراکینِ جمعیّت اشاعت اہلسنت، پاکستان کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور انہیں مزید دینی وعلمی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے اور احبابِ اہلسنت کے لیے اس سعی کو نافع بنائے۔ آمین بجاہ النبیّ الامین ﷺ!

محمد عطاء اللہ النعیمی
(خادم الحدیث والافتاء، جمعیّت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

عرض حال

عقائدِ اسلامیہ ماتریدیہ سے متعلق ایک قصیدہ اوراس کی شرح پیشِ خدمت ہیں، "قصیدہ بدءالامالی" شیخ الاسلام والمسلمین، سراج الملۃ والدین ابوالحسن علي بن عثمان الاوشی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی جودت طبع کا نتیجہ ہے اوراس کا ترجمہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بصیرتِ قلم کا ثمرہ ہے۔یہ قصیدہ "ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم، لال کھوہ، موچی گیٹ، لاہور سے "الفقہ الاکبر "اور"الوصیۃ لاصحابہ" تصانیفِ سراج الامۃ، کاشف الغمۃ،امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبع ہوا تھا،"الفقہ الاکبر" اور "الوصیۃ لاصحابہ" کواس سے پہلے جمعیّت اشاعت اہلسنّت،(نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی) شائع کر چکی ہے اور اب قصیدہ بدءِ الامالی اور اس کی شرح "عَقِیدۃ أھلِ المعالی" جو کہ علامہ ابو محمد احمد چکوالی ثم لاہوری کی تصنیف ہے، یہ کتاب اگرچہ ماضی قریب میں " مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی" سے شائع ہو چکی ہے لیکن اس میں املاء وپروف کی کافی سے زیادہ اغلاط ہیں، جس کی وجہ سے ہم نے ایک قدیم نسخہ سے دوبارہ کام کر کے شاملِ اشاعت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔والحمد للہ علی ذالك

"قصیدہ بدءالامالی "پر ہونے والا کام:

(۱)... عربی متن کی تحقیق، ضبط و تصحیح کی ہے۔

(۲)... رموز واوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۳)... حضرت مترجم، علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حالات سپردِ قرطاس کئے ہیں۔

قصیدہ ہذا کو حتی الامکان حسن صوری و معنوی سے آراستہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے پھر بھی غلطیوں کا صد فی صد امکان باقی ہے لہذا اہلِ علم حضرات سے عرض ہے کہ کسی غلطی وغیرہ سے آگاہ ہونے کی صورت میں "تعاونوا علی البر" کے جذبہ سے ہمیں اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

آپ کا اپنا:

خرم محمود

سرسالہ آزاد کشمیر

۱۳ رمضان ۱۴۳۷/۱۹ جون ۲۰۱۶ بروز اتوار

مختصر سوانح: صاحبِ قصیدہ بدء الامالی

نام ونسب:

آپ علیہ الرحمہ کااسم گرامی "علی بن عثمان" ہے۔
اور سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: علی بن عثمان بن محمد بن سلیمان بن علی الاوشی الفرغانی الحنفی۔
آپ کی کنیت: "ابو محمد" اور لقب: " سراج الدین" ہے۔
اوشی: الف مضموم اور شین مکسورہ کے ساتھ ہے، فرغانہ کرغستان کے ایک شہر "اوش" کی طرف نسبت کی وجہ سے اوشی کہلاتے ہیں۔

آثار علمیہ:

نصاب الأخبار لتذكرة الأخيار	ثواقب الاخبار
مشارق الاخبار شرح نصاب الاخبار	يواقيت الاخبار
غرر الأخبار و درر الأشعار "في ألفاظ الحديث النبوي	
الفتاوى السراجية	بدء الأمالي

سفر آخرت:

طاعون کی وبا پھیلی، جس سے آپ علیہ الرحمۃ بھی محفوظ نہ رہے اور یوں 575ھ کو آسودۂ خاک ہوئے۔

کچھ بدء الامالی کے بارے میں:

یہ عقیدہ و علم کلام کے بارے میں 66 ابیات پر مشتمل ایک مشہور قصیدہ ہے۔ 7 محرم الحرام 569ھ کو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔

بدء الامالی کی شروحات:

علمائے کرام نے اس قصیدہ کی بے شمار شروحات، تعلیقات، حواشی اور تقریرات لکھی ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

[1] درج المعالی: عزالدین محمد بن ابو بکر بن جماعۃ۔

[2] مطلع المثال في العقائد الإسلامية ومنبع الكمال في المسائل الكلامية في شرح القصيدة الفريدة اللامية: ایضا

[3] هداية من الاعتقاد لكثرة نفعه بين العباد: محمد بن ابو بکر رازی۔

[4] شرح بدء الامالی: شیخ شمس الدین محمد النکساری۔

[5] نفیس الریاض لاعدام الامراض: شیخ خلیل بن العلاء النجاري، الیمني۔

[6] عقود اللآلی: محمد نیشاپوری۔

[7] نشر اللآلی: تونسی حنفی۔

[8] ضوء المعالی: ملا علی قاری حنفی۔

[9] تحفة الاعالی علی ضوء المعالی: یہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی شرح "ضوء المعالی" پر بعض محققین کی شرح ہے، میرے پاس موجود ہے اس پہ شارحین میں سے کسی کا نام وغیرہ نہیں لکھا ہوا ہے۔

[10] ضوء اللآلی شرح بدء الامالی: اسماعیل بن عبد الباقی یازجی معروف بہ ابن کاتب اینکجریۃ۔

[11] نور المعالی شرح بدء الامالی: ایضا

[12] شرح بدء الامالی: علامہ مرعشی۔

[13] شرح بدء الامالی: محمود بن یعقوب ایدنی۔

[14] نخبة اللآلی: محمد بن سلیمان الحلبی الریحاوی۔

[15] الدرر الغالی علی بدء الامالی: عارف باللہ سید ابو المحاسن محمد بن خلیل قاوقجی المشیشی۔

[16] معراج المعالی علی بدء الامالی: ایضا۔

[17] تقریرات بدء الامالی: المکتبۃ الانواریۃ کی مطبوعہ ہے، لیکن صاحب تقریرات کا نام نہیں لکھا ہے۔

[18] عقیدۃ اھل المعالی فی شرح قصیدۃ بدء الامالی: (اردو شرح) مولانا ابو محمد احمد چکوالی ثم لاہوری (شرح ہذا آپ کے ہاتھوں میں ہے)

[19] شرح منظومۃ بدء الامالی: یہ بخط سلیمان بن احمد بن محمود سن 1143ھ جامعۃ الملک سعود میں موجود ہے اور راقم کے پاس بھی pdf کی صورت میں موجود ہے۔

[20] شرح قصیدہ امالی: شاہ محمد رمضان مہمی [وفات: ۱۲۴۰] (مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد 2، ص 63، مرتبہ: افسر صدیقی امروہی)

نوٹ:

اس مضمون کو مندرجہ ذیل کتب سے لیا گیا ہے:

- درج المعالی (مقدمہ): عز الدین محمد بن ابو بکربن جماعة، ص 7 تا 16۔
- الأعلام: حرف العين، مؤلف: خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ)۔
- كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مؤلف: مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني معروف به حاجي خليفة (المتوفى: 1067هـ)۔

اور ان کے علاوہ قصیدہ کی ان شروحات سے جو ہمارے پاس موجود ہیں۔

خرم محمود

علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

لفظ نعیمی سنتے ہی فوراً علمی قد و قامت رکھنے والی شخصیات کا تصور حاشیہ خیال میں آتا ہے اور کیوں نہ آئے کہ خود نعیمیوں کے سرتاج یعنی صدر الافاضل، فخر الاماثل، مفسرِ قرآن، علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین محدث مراد آبادی، جو علم و عرفاں کا کوہِ ہمالیہ تھے۔ ذیل کے صفحات میں اسی "درِ نعیم" سے وابسطہ نعیمی حضرات میں سے ایک نہایت بلند و بالا شخصیت، اہلِ سنت کے ان چند گنے چنے ابتدائی افراد میں سے جنہوں نے اردو تراجم کی داغ بیل ڈالی، میری مراد: مصنف و مترجم کتبِ کثیرہ، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔

ولادت باسعادت:

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء بمطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ کو محلہ شہری سرائے، مراد آباد، انڈیا میں پیدا ہوئے۔

نسب:

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے والد گرامی کا اسم: صوفی سید صابر اللہ شاہ چشتی صابری اشرفی نعیمی ہے۔ آپ حضرت سید خدا بخش صاحب مجددی چشتی فخری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں، جو کاکاخیل سادات کے مشہور و معروف اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر سایہ حاصل کی اور پھر چونکہ والد گرامی کو صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اور اپنے دینی اور دنیاوی تمام امور کے لئے آپ صدر الافاضل ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی باقاعدہ تعلیم و

تربیت دس سال کی عمر میں (۱۹۳۳ء) حضرت صدر الافاضل ہی کے زیر سایہ شروع کی گئی۔یوں آپ مراد آباد کی مشہور علمی و دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ میں تشریف لے گئے، جہاں تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہما علم و عرفاں کے گوہر ہائے بے بہا لوٹا کر تشنگانِ علوم و فنون کی پیاس بجھا رہے تھے پھر تو کیا تھا آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ اسی در کے ہو کر رہ گے۔

تین سال میں آپ نے اردو اور فارسی کی تعلیم مکمل کر لی، ۱۹۳۶ء میں عربی تعلیم کا آغاز کیا۔آپ کی ہونہاری اور قابلیت دیکھ کر تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ کی تعریف فرماتے اور نہایت شفقت سے پیش آتے، مفتی صاحب اس وقت جامعہ نعیمیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے۔

دورانِ تعلیم آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے حکم سے علم طب بھی حاصل کیا اور ۱۹۴۳ء میں طبیہ وہاجیہ کالج لکھنو سے "الحکیم الفاضل" کی سند حاصل کی اور اس کے ساتھ ہی درسِ نظامی کی تکمیل بھی ہو گئی تھی۔

علالتِ شدیدہ اور دستارِ فضیلت:

درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد ابھی دستار بندی نہیں ہوئی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سخت بیمار ہو گئے اور پھر اس بیماری نے اس قدر طول پکڑا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ دو سال صاحبِ فراش رہے، آپ پر فالج کا سخت حملہ بھی ہوا اور یوں مسلسل کئی ماہ بیماریوں سے لڑنے کے بعد بالآخر اللہ تبارک و تعالی نے آپ کو شفایابی سے نوازا اور پھر ۱۹۴۵ء میں آپ کی دستارِ فضیلت ہوئی۔

صدر الافاضل کی آپ پر عنایات:

۱۹۴۱ء میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی تفسیر "خزائن العرفان" کو دوبارہ چھپوانے کا ارادہ کیا تو ترجمہ و تفسیر کے اصل مسودات کی تصحیح کا کام

مولانا غلام معین الدین کے سپرد فرمایا، اس اہم ذمہ داری سے آپ کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت صدر الافاضل کو ۱۹۴۱ء میں جب دوبارہ حبسِ بول کا عارضہ ہوا اور کافی علاج و معالجہ کے باوجود پورے تین دن افاقہ نہ ہوا تو شدتِ مرض کے دوران آپ نے "حضرت تاج العلما مولانا مفتی محمد عمر نعیمی" اور اپنے تمام متعلقین کی موجودگی میں اپنے بڑے صاحبزادے " حکیم سید ظفر الدین احمد صاحب" سے فرمایا:

مولانا میاں! قرآنِ کریم کی طباعت مکمل نہیں ہوئی ہے، تصحیح کا کام شاہ جی (مولانا غلام معین الدین) سے ہی مکمل کرانا؛ چونکہ یہ میری طرزِ تحریر اور رسم الخط سے خوب واقف ہو گئے ہیں، میں تو جوان کو دیتا تھا، یہ اپنی سعادت مندی سے لے لیتے تھے، تم ان کو ہر حال میں راضی رکھنے کی کوشش کرنا اور شاہ صاحب کے ساتھ گجرات (پنجاب، پاکستان) سے مفتی احمد یار خاں کو بلا لینا، یہ دونوں تفسیر کی طباعت کی تصحیح کر لیں گے۔

تحریک پاکستان:

ان دنوں متحدہ ہندستان میں تحریک پاکستان زوروں پر تھی، حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو اس نظریہ کے بانی اور سنی کانفرنس کے روح رواں تھے انہوں نے اپنی مساعیِ جمیلہ کو تیز کردیا، مفتی غلام معین الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اس سلسلہ میں جو کام لیا گیا، خود موصوف کی زبانی ملاحظہ ہو:

اسی دوران تحریک قیام پاکستان شروع ہو گئی، آپ نے سنی کانفرنس کی تنظیم تیز کر دی اور ملک میں دورے شروع کر دئے، لہذا اس خادم کو مرکزی دفتر آل انڈیا سنی کانفرنس کا منصرم مقرر کیا، تمام مراسلات و مواصلات، تحصیل و ترسیلِ زر اس خادم کے سپرد ہوئی اور جب ملک میں قیام پاکستان کے سلسلے میں حضرت کے دورے شروع ہوئے تو اس خادم کو اپنی خدمت میں ساتھ رکھا۔

بنارس کانفرنس:

آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولی ۱۳۶۵ھ بمطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو متحدہ ہندوستان میں جو جنرل الیکشن ہورہے تھے اس میں مسلم لیگ کی مخالفت پر کانگریس کی حلیف جماعتیں جمیعت علمائے اسلام (ہند)، جمیعت احرار ،جمیعت خاکسار، خدائی خدمتگار اور نیشنلسٹ علماء جن کو خاص طور پر گاندھی کی آشیر باد حاصل تھی، مسلم لیگ کے مقابلے میں آگئے۔ اگر خدانخواستہ اس الیکشن میں مسلم لیگ کو بھاری اکثریت حاصل نہ ہوتی تو پاکستان کے قیام میں مزید پانچ سال تاخیر ہو جاتی۔

بنارس کانفرنس میں بر صغیر پاک و ہند کے پانچ صد مشائخ، سات ہزار علمائے حق، اہل سنت وجماعت اور لاکھ سے زائد عام حاضرین نے حصہ لیا۔ بر صغیر پاک و ہند کے کونے کونے سے اسلامیان پاکستان کے نمائندے شامل ہوئے جنہوں نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری، حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی، اور پیر صاحب مانکی شریف کی شرکت سے یہ کانفرنس بے حد مقبول ہوئی، افسوس کہ پاکستان کے قیام کے بعد مسلمانوں کی تحریک پاکستان کے حق میں اس قسم کی گراں قدر قربانیوں کو صفحۂ تاریخ پر جگہ نہ دی بلکہ اس کے برعکس ان تحریکوں کو ہماری نصابی کتابوں میں شامل کیا جارہا ہے، جنہوں نے دل کھول کر پاکستان کی مخالفت کی۔

اس کانفرنس کی کامیابی میں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ کا مثالی کارنامہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ اس کانفرنس کے نائب ناظم تھے، آپ نے علماء و مشائخ کے دوش بدوش کام کیا، جس نے مسلمانوں کو تحریک آزادی کی صف میں لاکھڑا کیا، بلاشبہ آپ مسلمانوں کے ایک عظیم راہنما تھے۔

آپ اسلامیانِ برصغیر کی مذہبی، سیاسی، ثقافتی، ادبی اور تعلیمی مشکلات کا حل تھے اور مسلمانوں کو جادۂ حق پر گامزن کرنے میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ نے اس کانفرنس کی مکمل روداد بعنوان "خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ" مرتب کر کے شائع کرائی آپ کے بیشتر کارہائے نمایاں میں یہ کارنامہ بھی ہمیشہ روزِ روشن کی طرح عیاں رہے گا۔

پاکستان میں آمد:

تقسیم ملک کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان تشریف لے آئے، یہاں آنے کے بعد دوست احباب، عزیز واقارب، اثاثہ جات، گھر بار اور دیگر ضروریات زندگی کا فقدان ہونے پر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ دل برداشتہ نہیں ہوئے بلکہ اپنے مشائخ کے مشن کو جاری رکھنے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور مذہب اور ملک وملت کی ایسی شاندار خدمت انجام دی کہ آپ کی قابل قدر خدمات اور بے مثال حسن کارکردگی کا ہر شخص معترف ہے۔

مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے لئے خدمات:

قیام پاکستان کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ پاکستان تشریف لائے تو غازی کشمیر حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے آپ کو "مرکزی جمعیت علمائے پاکستان" کا نائب ناظم اعلی مقرر کیا۔

۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۸ء تک آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے نائب ناظم اعلی رہے اور اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ۱۹۵۶-۵۷ء تک جمعیت کا ترجمان رسالہ ہفت روزہ " الجمعیۃ" نکالا اور اس کے لئے بڑی محنت ومشقت اور جدوجہد فرمائی۔

صحافتی خدمات:

جمعیت کے ترجمان مذکورہ رسالہ ہفت روزہ " الجمعیۃ " کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے شیخ ومرشد سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی یاد میں ہفتہ وار

اخبار "سوادِ اعظم" لال کھوہ اندرون موچی دروازہ، لاہور سے جاری کیا، جس میں مذہبی وسیاسی اور علمی وادبی مضامین شائع ہوتے تھے۔اس جریدے کی خصوصیت یہ تھی کہ مسلک اہل سنت وجماعت کے تحفظ کے لئے حتی الامکان کوشش کرتے رہے اور اسی کے ذریعے آپ مسلک کے مخالفین کی فتنہ سامانیوں کا سختی سے نوٹس لیتے رہے اور یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا، آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھائی مولانا غلام قطب الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زیرِ ادارت جاری رہا اور پھر آپ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

تصانیف:

آپ رحمۃ اللہ تعالی نے تقریباً پچاس/۵۰ کے قریب تصانیف و تالیفات، ترتیبات وتراجم یادگار چھوڑے اور عربی وفارسی کتب کا ترجمہ تو انتہائی مشکل اور کٹھن حالات میں فرمایا اور اکثر کتابیں ایسی تھیں کہ اپنے موضوع سخن کے اعتبار سے انتہائی اہم اور خاصی ضخامت لئے ہوئے تھیں لیکن آپ نے ان ضخیم اور اہم کتب کا ترجمہ ایسے سلاست و روانی سے فرمایا کہ ترجمہ کے بجائے اصل کتاب کا گمان ہوتا ہے، بہر حال آپ کی تصانیف وتراجم میں سے چند ایک یہ ہیں:

(1)--- نعیم العطاء فی حدیث المجتبیٰ، اردو ترجمہ الشفاء بتعریف حقوق المصطفی (2 جلدیں)

(2)--- الخصائص الکبریٰ (2 جلدیں)

(3)--- مدارج النبوۃ (2 جلدیں)

(4)--- ماثبت بالسنۃ

(5)--- کشف المحجوب

(6)--- دیدار حبیب، اردو ترجمہ بشری الکئیب بلقاء الحبیب

(7)--- بکھرے موتی، اردو ترجمہ الدرر المنتشرۃ فی احادیث المشتہرۃ

(8)--- نجدی مذہب، اردو ترجمہ الصواعق الالٰہیۃ فی الرد علی الوہابیۃ

(9)--- نعیم العرفان، اردو ترجمہ تکمیل الایمان

(10)--- نعیم رسالت

(11)--- فتاوی صدر الافاضل، مرتبہ

(12)--- نعیم البیان فی تفسیر القرآن، پہلا پارہ

(13)--- احقاق حق، مرتبہ

(14)--- حیات صدر الافاضل

(15) --- شروح الغیب، اردو ترجمہ فتوح الغیب

(16)--- والدین مصطفی، اردو ترجمہ مسالک الحنفاء

(17)--- مناقب امام اعظم، اردو ترجمہ تبییض الصحیفۃ

(18)--- مواعظ حسنہ

(19)--- المیلاد النبوی

(20)--- شواہد النبوۃ

(21)--- مسئلۃ السماع، اردو ترجمہ اصول السماع

(22)--- ترجمہ الفقہ الاکبر

(23)--- ترجمہ وصایا امام اعظم

(24)--- ترجمہ قصیدہ بدء الامالی (اور ترجمہ ہذا بھی آپ کے ہاتھوں میں ہے)

(25)--- رمضان مبارک معزز مہمان یا محترم میزبان: تصنیف از صدر الافاضل، ترتیب از مولانا غلام معین الدین نعیمی، اسے جمعیت اشاعت اہل سنت نے اکتوبر ۲۰۰۶ء کو مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی کے تخریج وتحشیہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

(26) --- قرۃ العیون ومفرح القلب المحزون، اردو ترجمہ بنام: سرور خاطر

(27)--- مرکزی جمعیۃ العلما پاکستان کی آل پاکستان سنی کانفرنس منعقدہ ۱۹۵۵ء لاہور کی مفصل رپوٹ (مرآۃ التصانیف: جلد اول، ص 227)

(28)۔۔۔واقعاتِ میلادالنبی (امام ابن جوزی)

سفرآخرت:

انتقال سے چارماہ قبل آپ پر سحر (جادو) کا حملہ ہوا، بس اس وقت سے آپ دن بدن علیل سے علیل تر ہوتے چلے گئے اور کوئی دوا موثر ثابت نہ ہوئی، بڑے بڑے معالج آپ کے علاج کے لئے آئے ہر کسی نے یہی کہا کہ مرض کا کچھ پتا نہیں چلتا، بالآخر ۳ /اگست ۱۹۷۱ء کو آپ کو میو ہسپتال داخل کروادیا گیا، جہاں آپ نے دوسرے دن ۱۲ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ /۴ اگست ۱۹۷۱ء بروز بدھ دن کے تین بج کر تیس منٹ پر اپنی جان، جانِ آفرین کے سپر کردی۔ آخری وقت آپ رحمۃ اللہ تعالی کی زبان مبارک پر یہ شعر تھا:

چل دیئے باغ سے چمن پیرا... گل وگلزار کا خدا حافظ

آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی نمازِ جنازہ مفتی محمد اعجاز ولی خان الرضوی رحمۃ اللہ تعالی نے پڑھائی اور لاہور میں میانی صاحب کے قبرستان میں بہاولپور روڈ پر مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزار کے پاس آسودہِ خاک ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نوٹ:

یہ مضمون مندرجہ ذیل کتب سے لیا گیا ہے۔

اکابر تحریکِ پاکستان؛ از محمد صادق قصوری۔

روشن دریچے؛ از جمیل العلما علامہ محمد جمیل احمد نعیمی۔

شفا شریف؛ از مکتبہ اعلی حضرت۔

تذکرہ اکابر اہل سنت؛ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔

ماہنامہ عرفات لاہور؛ مدیر اعلی مفتی محمد حسین نعیمی، جلد 17، شمارہ 11،12۔ نومبر، دسمبر 1975۔

قصیدۃ بدء الامالی

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

﴿يَقُولُ الْعَبْدُ فِي بَدْءِ الْأَمَالِي ❁ لِتَوْحِيدٍ بِنَظْمٍ كَاللَّآلِي﴾

ترجمہ: بندہ مؤلف ابتدائے تحریر میں، توحیدِ باری کے لئے موتیوں کی لڑی جیسی نظم لکھتا ہے۔

﴿إِلٰهُ الْخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِيمٌ ❁ وَمَوْصُوفٌ بِأَوْصَافِ الْكَمَالِ﴾

ترجمہ: حق تعالی ساری مخلوق کا معبود، ہمارا مولی قدیم ہے اور وہ تمام صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے۔

﴿هُوَ الْحَيُّ الْمُدَبِّرُ كُلَّ أَمْرٍ ❁ هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُو الْجَلَالِ﴾

ترجمہ: وہ حیّ، ہر امر کا تدبیر کرنے والا ہے۔ وہ حق، جلالت والا، تمام امور کی تقدیر کرنے والا ہے۔

﴿مَلِيكٌ مَالِكٌ مَوْلَى الْمَوَالِي ❁ لَهُ وَصْفُ التَّكَبُّرِ وَالتَّعَالِي﴾

ترجمہ: بادشاہ، مالک، تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، اس کے لئے کبریائی و برتری کی صفت ہے۔

﴿مُرِيدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيحِ ❁ وَلٰكِنْ لَيْسَ يَرْضَى بِالْمُحَالِ﴾

ترجمہ: ہر بھلائی اور ہر بری چیز کا ارادہ کرنے والا ہے لیکن بدیوں کے کرنے سے وہ راضی نہیں ہوتا۔

﴿صِفَاتُ اللهِ لَيْسَتْ عَيْنَ ذَاتٍ ❁ وَلَا غَيْرًا سِوَاهُ ذَا انْفِصَالِ﴾

ترجمہ: اللہ کی صفتیں نہ عینِ ذات ہیں اور نہ غیرِ ذات، اس کے ماسوا قابل انفصال ہیں۔

﴿صِفَاتُ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طُرًّا ۞ قَدِيْمَاتٌ مَصُوْنَاتُ الزَّوَالِ﴾

ترجمہ: صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ سب کی سب قدیم ہیں۔ نا قابل زوال وفنا ہیں۔

﴿نُسَمِّي اللّٰهَ شَيْئًا لَا كَالْأَشْيَا ۞ وَذَاتًا عَنْ جِهَاتِ السِّتِّ خَالِي﴾

ترجمہ: ہم اہلِ سنت خدا کو شے تو کہتے ہیں لیکن اور چیزوں کی مانند نہیں، وہ ایسی ذات ہے جو چھ/۶ جہتوں سے منزّہ ہے۔

﴿وَلَيْسَ الْإِسْمُ غَيْرَ الْلمُسَمَّى ۞ لَدٰى أَهْلِ الْبَصِيْرَةِ خَيْرُ آلِ﴾

ترجمہ: اور اسم، مسمّٰی کا غیر نہیں ہے ان اہلِ بصیرت کے نزدیک جو بہترین پیروکار ہیں۔

﴿وَمَا إِنْ جَوْهَرٌ رَبِّي وَجِسْمٌ ۞ وَلَا كُلٌّ وَبَعْضٌ ذُوْ اشْتِمَالِ﴾

ترجمہ: اور میرا ربّ نہ جوہر ہے اور نہ جسم رکھتا ہے اور وہ نہ کل ہے اور نہ بعض جو کسی میں شامل ہو۔

﴿وَفِي الْأَذْهَانِ حَقٌّ كَوْنُ جُزْءٍ ۞ بِلَا وَصْفِ التَّجَزِّيْ يَا ابْنَ خَالِي﴾

ترجمہ: اور ذہنوں میں ایسا حق ہے کہ جزء لایتجزی کے وصف سے ہے، اے ماموں کے بیٹے!

﴿وَمَا الْقُرْآنُ مَخْلُوْقًا تَعَالٰى ۞ كَلَامُ الرَّبِّ عَنْ جِنْسِ الْمَقَالِ﴾

ترجمہ: اور قرآن مخلوق نہیں ہے۔ یہ ربّ تعالیٰ کلام ہے، جو زبان و حرف سے پاک ہے۔

﴿وَرَبُّ الْعَرْشِ فَوْقَ الْعَرْشِ لٰكِنْ ۞ بِلَا وَصْفِ التَّمَكُّنِ وَاتِّصَالِ﴾

ترجمہ: اور وہ عرش کا مالک عرش پر مستوی ہے لیکن تمکن واستقرار کے وصف سے منزّہ ہے۔

﴿وَمَا التَّشْبِيهُ لِلرَّحْمٰنِ وَجْهًا ۞ فَصُنْ عَنْ ذَاكَ أَصْنَافَ الْأَهَالِي﴾

ترجمہ: خدائے رحمن کے لئے کسی شے سے تشبیہ دینا بے وجہ ہے، تو ان عقائد میں مذاہبِ اہلِ سنت کی رعایت رکھو۔

﴿وَلَا يَمْضِي عَلَى الدَّيَّانِ وَقْتٌ ۞ وَأَزْمَانٌ وَأَحْوَالٌ بِحَالِ﴾

ترجمہ: مالکِ روزِ جزا پر وقت کا تغیر، اور زمانہ و احوال کی گردش کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

﴿وَمُسْتَغْنٍ إِلٰهِي عَنْ نِسَاءٍ ۞ وَأَوْلَادٍ إِنَاثٍ أَوْ رِجَالِ﴾

ترجمہ: میرا خدا عورتوں سے اور نر و مادہ اولاد سے مستغنی و پاک ہے۔

﴿كَذَا عَنْ كُلِّ ذِيْ عَوْنٍ وَنَصْرٍ ۞ تَفَرَّدَ ذُو الْجَلَالِ وَذُو الْمَعَالِي﴾

ترجمہ: اسی طرح ہر قسم کے یار و مددگار سے بے نیاز ہے۔ وہ یگانہ، جلالت والا اور بڑی شان والا ہے۔

﴿يُمِيْتُ الْخَلْقَ قَهْرًا ثُمَّ يُحْيِي ۞ فَيَجْزِيهِمْ عَلَى وَفْقِ الْخِصَالِ﴾

ترجمہ: وہ اپنے قہر و جلال سے مخلوق کو مار کر پھر زندہ کر کے ہر ایک کے نامۂ اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔

﴿لِأَهْلِ الْخَيْرِ جَنَّاتٌ وَنُعْمٰى ۞ وَلِلْكُفَّارِ إِدْرَاكُ النَّكَالِ﴾

ترجمہ: اہلِ خیر کے لئے جنتیں اور نعمتیں اور کافروں کے لئے عذاب و نکال کے طبقات تیار ہیں۔

﴿وَلَا يَفْنَى الْجَحِيمُ وَلَا الْجِنَانُ ۞ وَلَا أَهْلُوْهُمَا أَهْلُ انْتِقَالِ﴾

ترجمہ: دوزخ اور جنت فنا نہ ہوں گے اور نہ ان کے رہنے والے وہاں سے منتقل ہوں گے۔

﴿يَرَاهُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِغَيْرِ كَيْفٍ ۞ وَإِدْرَاكٍ وَضَرْبٍ مِنْ مِثَالِ﴾

ترجمہ: اہلِ ایمان بغیر کیف کے دیدارِ الٰہی کریں گے اور بغیر احاطہ و گونہ مثال کے اسے دیکھیں گے۔

﴿فَيَنْسَوْنَ النَّعِيمَ إِذَا رَأَوْهُ ❁ فَيَا خُسْرَانَ أَهْلِ الْإِعْتِزَالِ﴾

ترجمہ: پھر جب دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے تو نعمتوں کو بھول جائیں گے۔ہائے افسوس! معتزلیوں پر کہ نقصان میں ہیں۔

﴿وَمَا إِنْ فِعْلُ أَصْلَحُ ذَا افْتِرَاضٍ ❁ عَلَى الْهَادِي الْمُقَدَّسِ ذِي التَّعَالِي﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالی پر فعلِ اصلح کا کرنا فرض نہیں، وہ مقدس بڑی شان والا ہے۔

﴿وَفَرْضٌ لَازِمٌ تَصْدِيقُ رُسْلٍ ❁ وَأَمْلَاكٍ كِرَامٍ بِالنَّوَالِ﴾

ترجمہ: تمام انبیاو مرسلین کی تصدیق فرض و لازم ہے اور صاحبِ عزّت و کرامت تمام فرشتوں کو ماننا ضروری ہے۔

﴿وَخَتْمُ الرُّسْلِ بِالصَّدْرِ الْمُعَلَّى ❁ نَبِيٌّ هَاشِمِيٌّ ذِي جَمَالٍ﴾

ترجمہ: اور خاتم النّبیّین، صدرِ معلی، نبی ہاشمی، صاحبِ حُسن و جمال کی تصدیق بھی فرض ہے۔

﴿إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ ❁ وَتَاجُ الْأَصْفِيَاءِ بِلَا اخْتِلَالٍ﴾

ترجمہ: حضور بلا اختلاف تمام نبیوں کے امام ہیں اور تمام برگزیدہ لوگوں کے آپ بلاشبہ سرتاج ہیں۔

﴿وَبَاقٍ شَرْعُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ ❁ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَارْتِحَالٍ﴾

ترجمہ: آپ کی شریعتِ مطہّرہ ہر آن میں، قیامت تک، کوچ کر جانے کے وقت تک باقی ہے۔

﴿وَحَقٌّ أَمْرُ مِعْرَاجٍ وَصِدْقٌ ❁ فَفِيهِ نَصُّ أَخْبَارٍ عَوَالِي﴾

ترجمہ: اور واقعہ معراج حق وسچا ہے، اس بارے میں بلند رُتبہ سَنَد کی حدیثیں مروی ہیں۔

﴿وَمَرْجُوٌّ شَفَاعَةُ أَهْلِ خَيْرٍ ❁ لِأَصْحَابِ الْكَبَائِرِ كَالْجِبَالِ﴾

ترجمہ: اور پہاڑوں جیسے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرنے والے مسلمانوں کی شفاعت کی اُمید دلائی گئی ہے۔

﴿وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَفِي أَمَانٍ ❁ عَنِ الْعِصْيَانِ عَمْدًا وَانْعِزَالِ﴾

ترجمہ: اور بلاشبہ تمام انبیا علیہم السلام دیدہ و دانستہ گناہوں اور منصبِ نبوّت کی معزولی سے محفوظ ہیں۔

﴿وَمَا كَانَتْ نَبِيًّا قَطُّ أُنْثَى ❁ وَلَا عَبْدٌ وَشَخْصٌ ذُو افْتِعَالِ﴾

ترجمہ: اور نہ کوئی عورت کبھی نبی ہوئی، اور نہ غلام اور نہ جھوٹا شخص نبی ہوا۔

﴿وَذُو الْقَرْنَيْنِ لَمْ يُعْرَفْ نَبِيًّا ❁ كَذَا لُقْمَانُ فَاحْذَرْ عَنْ جِدَالِ﴾

ترجمہ: اور حضرت ذوالقرنین کا نبی ہونا معروف نہیں۔ اسی طرح حضرت لقمان کا تو ان کے بارے میں بحث و جدال سے بچو۔

﴿وَعِيسَى سَوْفَ يَأْتِي ثُمَّ يَتْوِي ❁ لِدَجَّالٍ شَقِيٍّ ذِي خَبَالِ﴾

ترجمہ: اور حضرت عیسی علیہ السلام آخر زمانہ میں نزول فرما کر، بدبخت و دھوکے باز دجال کو فنا کریں گے۔

﴿كَرَامَاتُ الْوَلِيِّ بِدَارِ دُنْيَا ❁ لَهَا كَوْنٌ فَهُمْ أَهْلُ النَّوَالِ﴾

ترجمہ: دنیا میں اولیا کے لئے کرامتیں ثابت ہیں تو وہ صاحبانِ فضل و عطا ہیں۔

﴿وَلَمْ يَفْضُلْ وَلِيٌّ قَطُّ دَهْرًا ❁ نَبِيًّا أَوْ رَسُولًا فِي انْتِحَالِ﴾

ترجمہ: کسی زمانہ میں کوئی ولی بھی نبی یا رسول سے بہتر یا افضل نہیں ہوا ہے۔

﴿وَلِلصِّدِّيقِ رُجْحَانٌ جَلِيٌّ ❁ عَلَى الْأَصْحَابِ مِنْ غَيْرِ احْتِمَالِ﴾

ترجمہ: اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے تمام صحابہ پر بلاشک وشبہ ترجیح و فضیلت ہے۔

﴿وَلِلْفَارُوقِ رُجْحَانٌ وَفَضْلٌ ٭ عَلَى عُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ عَالِي﴾

ترجمہ: اور حضرت فاروق اعظم کے لئے صاحب مرتبہ حضرت عثمان ذوالنورین پر ترجیح وفضیلت ہے۔

﴿وَذُو النُّوْرَيْنِ حَقًّا كَانَ خَيْرًا ٭ مِنَ الْكَرَّارِ فِي صَفِّ الْقِتَالِ﴾

ترجمہ: حضرت ذوالنورین، میدان جنگ میں پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے [حضرت حیدر کرّار علی] سے برحق بہتر ہیں۔

﴿وَلِلْكَرَّارِ فَضْلٌ بَعْدَ هٰذَا ٭ عَلَى الْأَغْيَارِ طُرًّا لَاتُبَالِي﴾

ترجمہ: اور ان کے بعد فضیلت دیگر اصحاب سے حیدرِ کرار کا مرتبہ ہے، اس میں کوئی خوف نہ کر۔

﴿وَلِلصِّدِّيْقَةِ الرُّجْحَانُ فَاعْلَمْ ٭ عَلَى الزَّهْرَاءِ فِي بَعْضِ الْخِلَالِ﴾

ترجمہ: اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بعض خصلتوں میں فضیلت حاصل ہے، اے جان!

﴿وَلَمْ يَلْعَنْ يَزِيْدًا بَعْدَ مَوْتٍ ٭ سِوَى الْمِكْثَارِ فِي الْإِغْرَاءِ غَالِي﴾

ترجمہ: اور یزید کو مرنے کے بعد لعنت نہ بھیجو، یاوہ گو اور بڑے فسادیوں کے سوا کسی نے لعنت نہیں کی۔

﴿وَإِيْمَانُ الْمُقَلِّدِ ذُو اعْتِبَارٍ ٭ بِأَنْوَاعِ الدَّلَائِلِ كَالنِّصَالِ﴾

ترجمہ: اور مقلدوں کا ایمان، نیزوں جیسی تیز اور کارگر دلیلوں سے ثابت و معتبر ہے۔

﴿وَمَا عُذْرٌ لِذِي عَقْلٍ بِجَهْلٍ ٭ بِخَلَّاقِ الْأَسَافِلِ وَالْأَعَالِي﴾

ترجمہ: اور صاحبِ عقل کو جہالت معذور نہیں بناتی، زمینوں اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے خدا سے۔

﴿وَمَا إِيْمَانُ شَخْصٍ حَالَ بَأْسٍ ❁ بِمَقْبُوْلٍ لِفَقْدِ الْاِمْتِثَالِ﴾

ترجمہ: اور سکرات کے وقت عذاب دیکھنے کی حالت میں ایمان مقبول نہیں؛ کیوں کہ اب اطاعت کا وقت کھو چکا ہے۔

﴿وَمَا أَفْعَالُ خَيْرٍ فِيْ حِسَابٍ ❁ مِنَ الْإِيْمَانِ مَفْرُوْضَ الْوِصَالِ﴾

ترجمہ: اور اعمالِ صالحہ ایمان کا جزء نہیں اگرچہ ایمان کے ساتھ ان کا بجالانا فرض ہے۔

﴿وَلَا يُقْضَى بِكُفْرٍ وَارْتِدَادٍ ❁ بِعَهْرٍ أَوْ بِقَتْلٍ وَاخْتِزَالٍ﴾

ترجمہ: اور کسی پر کفر و ارتداد کا حکم زنا و قتل اور رہزنی کے سبب نہیں لگایا جاسکتا۔

﴿وَمَنْ يَنْوِ ارْتِدَادًا بَعْدَ دَهْرٍ ❁ يَصِرْ عَنْ دِيْنِ حَقٍّ ذَا انْسِلَالٍ﴾

ترجمہ: اور جو کوئی مدت کے بعد مرتد ہونے کی نیت کرے وہ فوراً ہی دینِ حق سے نکل کر مرتد ہو جاتا ہے۔

﴿وَلَفْظُ الْكُفْرِ مِنْ غَيْرِ اعْتِقَادٍ ❁ بِطَوْعٍ رَدُّ دِيْنٍ بِاغْتِفَالٍ﴾

ترجمہ: اور بغیر اعتقاد کے کلمۂ کفر کو اختیار سے زبان سے نکالنے پر دین اسلام سے نکل جاتا ہے۔

﴿وَلَا يُحْكَمْ بِكُفْرٍ حَالَ سُكْرٍ ❁ بِمَا يَهْذِيْ وَيَلْغُوْ بِارْتِجَالٍ﴾

ترجمہ: اور نشہ کی حالت میں کلمۂ کفر بکنے سے کفر کا حکم نہیں لگایا جاتا؛ کیوں کہ ہذیان اور بے اختیار لغویات بکتا ہے۔

﴿وَمَا الْمَعْدُوْمُ مَرْئِيًّا وَشَيْئًا ❁ لِفِقْهٍ لَاحَ فِيْ يُمْنِ الْهِلَالِ﴾

ترجمہ: اور معدوم نہ مرئی ہے اور نہ شے ہے۔ یہ بات دلیلِ فقہ سے ہلال کی برکت میں واضح ہے۔

﴿وَغَيْرَانِ الْمُكَوَّنُ لَا كَشَيْءٍ ✿ مَعَ التَّكْوِينِ خُذْهُ لِا كْتِحَالِ﴾

ترجمہ: اور مکون اور تکوین دونوں ایک دوسرے کے غیر ہیں، شی کی مانند نہیں، اس مسئلہ کو سرمہ بصیرت بنالے۔

﴿وَإِنَّ السُّحْتَ رِزْقٌ مِثْلُ حِلٍّ ✿ وَإِنْ يَكْرَهْ مَقَالِي كُلُّ قَالِي﴾

ترجمہ: اور رزقِ حرام بھی رزقِ حلال کی مانند ایک رزق ہے اگرچہ میری یہ بات کسی معترض کو ناگوار معلوم ہو۔

﴿وَفِي الْأَجْدَاثِ عَنْ تَوْحِيدِ رَبِّي ✿ سَيُبْلَى كُلُّ شَخْصٍ بِالسُّؤَالِ﴾

ترجمہ: اور ہر شخص قبروں میں میرے رب کی توحید کے بارے میں سوال کی آزمائش سے گزرے گا۔

﴿وَلِلْكُفَّارِ وَالْفُسَّاقِ يَقْضِي ✿ عَذَابُ الْقَبْرِ مِنْ سُوْءِ الْفِعَالِ﴾

ترجمہ: اور تمام کافروں اور فاسقوں کو بداعمالی کی بنا پر عذابِ قبر کا سامنا کرنا پڑے گا۔

﴿دُخُولُ النَّاسِ فِي الْجَنَّاتِ فَضْلٌ ✿ مِنَ الرَّحْمٰنِ يَا أَهْلَ الْآمَالِ﴾

ترجمہ: اے امیدوار! جنت میں لوگوں کا داخلہ اللہ تعالی کے فضل پر منحصر ہے۔

﴿حِسَابُ النَّاسِ بَعْدَ الْبَعْثِ حَقٌّ ✿ فَكُوْنُوْا بِالتَّحَرُّزِ عَنْ وَبَالِ﴾

ترجمہ: محشر میں اٹھنے کے بعد لوگوں کا حساب کتاب [حق] ہے تو اس امتحان سے بچنے کی تدبیر آج کرلو۔

﴿وَيُعْطَى الْكُتْبَ بَعْضًا نَحْوَ يُمْنَى ✿ وَبَعْضًا نَحْوَ ظَهْرٍ وَالشِّمَالِ﴾

ترجمہ: اور کچھ لوگوں کو نامہ اعمال داہنی جانب سے دیئے جائیں گے اور کچھ لوگوں کو پشت اور بائیں ہاتھ کی جانب سے۔

﴿وَحَقٌّ وَزْنُ أَعْمَالٍ وَجَرْيٌ ✿ عَلَى مَتْنِ الصِّرَاطِ بِلَا اهْتِبَالِ﴾

ترجمہ: اور اعمال تلنا اور صراط کے اوپر سے چلنا بلاشبہ حق ہے۔

﴿وَمَرْجُوٌّ شَفَاعَةُ أَهْلِ خَيْرٍ ❁ لِأَصْحَابِ الْكَبَائِرِ كَالْجِبَالِ﴾

ترجمہ: اور پہاڑوں جیسے بڑے بڑے گناہ کرنے والے مسلمانوں کی شفاعت کی امید دلائی گئی ہے۔

﴿وَلِلدَّعَوَاتِ تَأْثِيرٌ بَلِيغٌ ❁ وَقَدْ يَنْفِيهِ أَصْحَابُ الضَّلَالِ﴾

ترجمہ: اور دعاؤوں کے لئے پوری پوری تاثیر ہے، بلاشبہ گمراہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔

﴿وَدُنْيَانَا حَدِيثٌ وَالْهَيُولٰى ❁ عَدِيمُ الْكَوْنِ فَاسْمَعْ بِاجْتِذَالِ﴾

ترجمہ: اور ہماری دنیا حادث اور ہیولی ہے، یہ بے حقیقت ہے، اسے خوشی سے سن لے۔

﴿وَلِلْجَنَّاتِ وَالنِّيرَانِ كَوْنٌ ❁ عَلَيْهَا مَرَّ أَحْوَالٍ خَوَالِي﴾

ترجمہ: اور جنت و دوزخ موجود ہیں ان پر گزشتہ ادوار گزر رہے ہیں۔

﴿وَذُو الْإِيمَانِ لَا يَبْقٰى مُقِيمًا ❁ بِشُؤْمِ الذَّنْبِ فِي دَارِ اشْتِعَالِ﴾

ترجمہ: اور صاحبِ ایمان اپنے گناہوں کی شامت سے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔

﴿لَقَدْ أَلْبَسْتُ لِلتَّوْحِيدِ نَظْمًا ❁ بَدِيعَ الشَّكْلِ كَالسِّحْرِ الْحَلَالِ﴾

ترجمہ: بلاشبہ میں نے توحیدی عقائد کے بیان کو نظم کا خوبصورت لباس، سحرِ حلال کی مانند پہنادیا ہے۔

﴿يُسَلِّي الْقَلْبَ كَالْبُشْرٰى بِرُوحٍ ❁ وَيُحْيِي الرُّوحَ كَالْمَاءِ الزُّلَالِ﴾

ترجمہ: بشارت کی مانند، دل کو راحت و سکون پہنچاتی اور روح کو زندہ کرتی ہے، جس طرح آبِ شیریں ہے۔

﴿فَخُوضُوا فِيهِ حِفْظًا وَاعْتِقَادًا ❁ تَنَالُوا جِنْسَ أَصْنَافِ الْمَنَالِ﴾

ترجمہ: لہذا اس کے سمجھنے اور یاد کرنے میں خوب کوشش کرو تاکہ قسم قسم کے مال و متاع سے تم سرفراز ہو۔

﴿وَكُونُوا عَوْنَ هٰذَا الْعَبْدِ دَهْرًا ❁ بِذِكْرِ الْخَيْرِ فِي حَالِ ابْتِهَالِ﴾

ترجمہ: اور اس بندہ مؤلف کو ذکر خیر کے ساتھ ہمیشہ مدد کرتے رہو۔

﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يَعْفُوْهُ بِفَضْلٍ ❁ وَيُعْطِيْهِ السَّعَادَةَ فِي الْمَآلِ﴾

ترجمہ: توقع ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اسے معاف کردے اور انجام کار میں اسے سعادت نصیب فرمائے۔

﴿وَإِنِّي الدَّهْرَ أَدْعُوْ كُنْهَ وُسْعِي ❁ لِمَنْ بِالْخَيْرِ يَوْمًا قَدْ دَعَالِي﴾

ترجمہ: اور میں بھی عمر بھر اسے حتی المقدور دعائے خیر سے یاد کرتا رہوں گا، جس نے ایک دن بھی میرے حق میں دعائے خیر کی۔

تمت

۸، رجب المرجب، ۱۳۸۷ھ، ۱۳ اکتوبر، ۱۹۶۷ء، جمعہ

عقِیدۃُأھلِ المَعالِي

فی شرح

قَصِیدۃِ بدْءِ الأمَالِي

"عقِیدۃُأھلِ المعالي" پر ہونے والا کام:

(۱)... حضرت شارح علامہ ابو محمد احمد چکوالی نے " قصیدہ بدء الامالی" کی شرح کے لئے یہ انداز اپنایا تھا کہ آپ شعر کے کسی لفظ پر نمبر لگاتے اور پھر نیچے حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دیتے لیکن ہم نے کئی جگہ بلکہ تقریباً پورے قصیدہ میں ہی یہی دیکھا ہے کہ شعر کے کسی ایک لفظ پر نمبر لگا ہوا ہے لیکن وہ شرح اس ایک لفظ کی ہی نہیں بلکہ تین چار اور الفاظ کی بھی ہے؛ لہذا ہم نے قارئین کی سہولت کے لئے شرح کو نیچے حاشیہ میں دینے کے بجائے اٹھا کر ہر بیت کے نیچے ہی " تشریح و توضیح" کا عنوان دے کر رکھ دیا ہے اور بیت کے جن الفاظ کو حضرت شارح نے وضاحت کے لئے منتخب کیا تھا انہیں کوماز "---" میں ذکر کر دیا ہے۔

(۲)... آیات مبارکہ کو منقش بریکٹ ﴿---﴾ میں درج کیا ہے۔

(۳)... آیات مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(۴)... بعض مقامات پر آیات کا ترجمہ نہیں تھا، وہ کنزالایمان سے لیا ہے۔

(۵)... بعض مقامات پر صرف آیت کا ترجمہ تھا، ہم نے وہاں آیت مبارکہ بھی ذکر کر دی ہے۔

(۶)... احادیثِ مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(۷)... عربی متن (قصیدہ) کی تحقیق، ضبط و تصحیح کی ہے۔

(۸)... قصیدہ بدء الامالی پر اعراب لگائے ہیں۔

(۹)... شرح بدء الامالی شروع سے آخر تک ایک مضمون کی سی صورت میں ہی تھی، کوئی پیرابندی وغیرہ نہ تھی، لہذا پیرابندی بھی کی گئی ہے۔

(۱۰)... بعض جگہ حضرت شارح نے احادیث مختصراً ذکر کیں تھی ہم نے وہ احادیث تفصیلاً ذکر کر دیں ہیں۔

(۱۱)... کہیں حضرت شارح نے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں احادیث ہیں، ہم نے وہاں چند ایک احادیث ذکر کر دی ہیں۔

(۱۲)... شرح قصیدہ بدء الامالی کو" تشریح وتوضیح" کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے۔

(۱۳)... رموز واوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۱۴)... اور آخری بات، میرا حاشیہ نگاری کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن پھر بھی نہ چاہتے ہوئے کہیں کہیں اس کا ارتکاب ہو گیا ہے؛ لہذا جن قارئیں کی طبعِ نازک پر یہ حواشی گراں گزریں، میں ان قارئیں سے پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

آپ کا اپنا:

خرم محمود

بسم الله الرّحمن الرّحیم

﴿یَقُولُ العَبْدُ فِي بَدْءِ الأَمَالِي ۞ لِتَوْحِیدٍ بِنَظْمٍ کَاللَّآلِي﴾

ترجمہ: بندہ (مؤلفِ قصیدہ) امالی کے شروع میں ۞ توحیدِ (باری) کے (بیان کے) لئے موتیوں (کی لڑی) جیسی نظم میں کہتا ہے۔

تشریح وتوضیح:

''عبد'' سے مراد مصنّف رحمہ اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات ہے یعنی اللہ کا بندہ، اور اس میں اشارہ ہے کہ بندہ انسان کا اشرف لقب ہے اور "أَمَالِي" املاء کی جمع ہے اور املاء اسے کہتے ہیں، جو آدمی زبان سے بتلا کر دوسرے سے لکھوادے۔ اور "لآلی" بفتح لام، لؤلؤ کی جمع ہے۔ لؤلؤ کہتے ہیں موتی کو۔ "نَظْم" کا لغوی معنی ہے: موتیوں کو دھاگے میں پرونا۔ ۱۲

﴿إِلٰهُ الخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِیمٌ ۞ وَمَوْصُوفٌ بِأَوْصَافِ الکَمَالِ﴾

ترجمہ: (کہ تمام) خلقت کا معبودِ (برحق) ہمارا مولیٰ قدیم ہے ۞ اور (تمام) صفاتِ کمال سے موصوف ہے۔

تشریح وتوضیح:

"إِلٰه" کے معنی ہیں جس کی عبادت وپرستش کی جائے۔ یہاں مراد ہے معبودِ برحق یعنی مستحقِ عبادت جس کی پرستش مناسب ومعقول ہے اور "خَلْق" سے مراد ہے: مخلوق اور تمام ماسوا، اللہ تعالیٰ کے اس میں داخل ہے۔ اور "مَولیٰ" کے معنی ہیں: مربّی اور کارساز۔ "قَدِیم" اسے کہتے ہیں، جو معدوم سے موجود نہ ہوا ہو بلکہ ہمیشہ سے موجود ہو اور "صفاتِ کمال" سے موصوف ہونے کو لازم ہے کہ صفاتِ نقص سے منزّہ ہو۔ ۱۲

﴿هُوَ الْحَيُّ الْمُدَبِّرُ كُلَّ أَمْرٍ ❁ هُوَ الْحَقُّ الْمُقَدِّرُ ذُو الْجَلَالِ﴾

ترجمہ: وہ زندہ ہے ہر امر کی تدبیر کرنے والا❁ وہ حق ہے صاحب بزرگی کا (تمام اُمور کی) تقدیر کرنے والا۔

تشریح و توضیح:

"حَيّ" حیات سے ماخوذ ہے اور حیات اہل سنت کے نزدیک صفاتِ ذات سے ہے اور حیات ایسی صفت ہے، جس کے ہونے سے علم وغیرہ صفات کا وجود صحیح ہوتا ہے۔ "مُدَبِّر" وہ ہے جو کاموں کے انجام کو بخوبی جانتا ہے اور "كُلَّ أَمْرٍ" مدبر، کا مفعول ہے اور "حق" کے معنی ہیں ثابت اور یہ اللہ تعالی کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ اور "مُقَدِّر" وہ ہے، جو اشیا کو مخصوص اندازے پر پیدا کرتا ہے اور یہاں بھی "كُلَّ شيئٍ" مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمام نیک و بد اللہ تعالی کی تقدیر سے ہے اور "ذُو الْجَلَال" بھی اسمائے حسنیٰ سے ہے۔ ١٢

﴿مُرِيْدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَبِيْحِ ❁ وَلٰكِنْ لَيْسَ يَرْضٰى بِالْمُحَالِ﴾

ترجمہ: بھلائی اور برائی (یعنی) قبیح (چیز) کا ارادہ کرنے والا ہے ❁ و لیکن محال (ناجائز کام) سے خوش نہیں ہوتا۔

تشریح و توضیح:

"مُرِيْد" ارادہ سے مشتق ہے اور یہ بھی صفاتِ ذات سے ہے اور یہ ایسی صفت ہے جو دو جائز اور ممکن چیزوں میں سے ایک کو ترجیح دیتی ہے یعنی ایک چیز کا ایک وقت میں کرنا اور نہ کرنا، دونوں ممکن ہیں، پس ارادہ سے ایک جانب کو ترجیح دے دی، مطلب یہ ہے کہ خیر اور شر دونوں اللہ تعالی کے ارادے سے موجود ہوتے ہیں اور شر چوں کہ ہماری طرف نسبت کرنے سے قبیح ہے؛ اس لئے اس کی صفتِ کاشفہ قبیح ذکر کی اور دوسرے مصرعہ میں "مُحَال" سے شر، قبیح اور ناجائز کام مراد ہیں، اس کو محال سے اس واسطے تعبیر کیا ہے کہ بعض معتزلہ نے کہا ہے کہ قبیح اور شر اللہ تعالی کی قدرت میں داخل نہیں اور محال ہیں۔ ان کے ردّ کے لئے مصنّف نے کہا کہ

جس کو تم محال کہتے ہو، وہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے، ہاں! اللہ تعالی اس سے راضی اور خوشنُود نہیں۔ ۱۲

﴿صِفَاتُ اللهِ لَيْسَتْ عَيْنَ ذَاتٍ ۞ وَلَا غَيْرًا سِوَاهُ ذَا انْفِصَالِ﴾

ترجمہ: اللہ کی صفات نہ (تو) ذاتِ (باری) کی عین ہیں ۞ اور نہ اس کے مغائر وماسوا (یعنی) قابلِ انفصال ہیں۔

تشریح وتوضیح:

معتزلہ وفلاسفہ صفاتِ باری کے منکر ہیں یعنی وہ کہتے ہیں: صفات کوئی دوسری چیز نہیں، وہی ذات باعتبارِ تعلق، معلومات کے علم کہلاتی ہے اور مقدورات کے تعلق کے لحاظ سے قدرت کہلاتی ہے۔علی ھذا القیاس۔ اُن کو یہ استحالہ پیش آیا کہ اگر صفات کو کوئی چیز علاوہ ذات کے مانا جائے تو ضرور ہے کہ وہ قدیم ہوں اور قدیم وہی چیز ہوتی ہے، جو واجب بذاتِ خود ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ واجب الوجود مستحقِ عبادت بہت ہوں اور یہ باطل ہے اور کرامیہ وغیرہ نے صفات کو غیرِ ذات مانا ہے، اس واسطے اُن کو حادث بھی ماننا پڑا اور یہ مذہب بھی باطل ہے؛ اس لیے کہ اگر صفات حادث ہوں تو کسی وقت ذاتِ الہی کا صفاتِ کمال سے معرّیٰ ہونا لازم آتا ہے اور پہلے مذہب کا باطل ہونا بھی قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے ظاہر ہے: اس لیے کہ ذاتِ باری کے لیے صفات کا اثبات، قرآن وحدیث میں صاف صاف کیا گیا ہے؛ اس لیے اہلِ سنت وجماعت نے یہ اختیار کیا ہے کہ صفاتِ باری عینِ ذات بھی نہیں ورنہ نفیِ صفات لازم آتی ہے اور نہ غیرِ ذات ہیں ورنہ دوسرا استحالہ لازم آتا ہے؛ بلکہ لاعین ولا غیر ہیں اور غیر سے یہاں مراد معنیِ اصطلاحی ہے یعنی جس کا انفصال ذات سے ممکن ہو، اس واسطے صفت ذکر کر کے مصنّف رحمہ اللہ نے اس کی توضیح کر دی۔ ۱۲

﴿صِفَاتُ الذَّاتِ وَالْأَفْعَالِ طُرًّا ٭ قَدِيمَاتٌ مَصُونَاتُ الزَّوَالِ﴾

ترجمہ: صفاتِ (باری خواہ صفاتِ) ذاتیہ (ہوں) اور (خواہ صفاتِ) فعلیہ ٭ قدیم ہیں جو زوال (وفنا) سے محفوظ ہیں۔

تشریح وتوضیح:

صفاتِ باری دو قسم (کی) ہیں: صفاتِ ذاتیہ اور صفاتِ فعلیہ: صفاتِ ذاتیہ وہ ہیں، جن کے نہ ہونے سے اُن کی نقیض لازم آئے اور فعلیہ وہ ہیں، جن کی نفی سے نقیض لازم نہ آئے۔ پس صفاتِ ذاتیہ سات ہیں: (۱) حیات (۲) علم (۳) قدرت (۴) ارادہ (۵) کلام (۶) سمع (۷) بصر۔

یہ ساتوں باجماعِ اہلِ سنت و جماعت قدیم ہیں اور صفاتِ فعلیہ جو تکوین میں داخل ہیں، مثلاً: کسی کو پیدا کرنا، رزق دینا وغیرہ ہمارے ائمہِ حنفیہ کے نزدیک قدیم ہیں؛ اسی لیے مصنّف رحمہ اللہ نے تعمیم کے طور پر کہا کہ صفاتِ ذاتیہ وفعلیہ قدیم ہیں اور اشاعرہ صفاتِ فعلیہ کو حادث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا: یہ نزاع لفظی ہے۔ ۱۲

﴿نُسَمِّي اللهَ شَيْأً لَا كَالْأَشْيَا ٭ وَذَاتًا عَنْ جِهَاتِ السِّتِّ خَالِي﴾

ترجمہ: ہم (اہلِ سنت) اللہ کو شے تو کہتے ہیں لیکن اور چیزوں کے مانند نہیں ٭ اور ذات (بھی کہہ دیتے ہیں لیکن) وہ جہاتِ ستّہ سے خالی ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک اللہ تعالی پر لفظِ شے کا اطلاق جائز ہے؛ کیوں کہ شے کے معنی موجود کے ہیں اور سب موجودات سے اللہ تعالی کا وجود قوی ہے؛ اس لیے اس پر شے کا اطلاق بطریقِ اولی جائز ہے اور اسی طرح ذات کا اطلاق بھی اللہ تعالی پر جائز ہے لیکن ان دونوں اور ان کے مثل کے اطلاق میں مماثلت کی نفی لازم ہے؛ اس لیے مصنّف رحمہ اللہ نے کہا: "لَا كَالْأَشْيَا" اور "عَنْ جِهَاتِ السِّتِّ خَالِي"۔ ۱۲

﴿وَلَیْسَ الْاِسْمُ غَیْرَ الْمُسَمّٰی ❁ لَدٰی أَھْلِ الْبَصِیْرَۃِ خَیْرُ آلِ﴾

ترجمہ: (اور اہلِ سنت کے نزدیک) جو اہلِ بصیرت اور بہترین اَتباع (انبیاء) ہیں ❁ اسم، مُسمّٰی کا غیر نہیں (بلکہ عینِ مُسمّٰی ہے)۔

تشریح و توضیح:

اس مسئلہ میں متکلّمین کے چار مذہب ہیں لیکن چوں کہ اس مسئلہ میں نزاع کسی فائدہ پر مشتمل نہیں؛ اس لیے ہم اُن مذاہب کا نقل کرنا فضول سمجھ کر ترک کرتے ہیں۔ ۱۲

﴿وَمَا اِنْ جَوْھَرٌ رَبِّیْ وَجِسْمٌ ❁ وَلَا کُلٌّ وَّبَعْضٌ ذُوْ اشْتِمَالِ﴾

ترجمہ: اور میرا ربّ، نہ جوہر ہے اور نہ جسم ❁ اور نہ کل ہے اور نہ بعض، جو کسی چیز کے اندر شامل ہو۔

تشریح و توضیح:

اس شعر میں مصنّف رحمہ اللہ نے بعض صفاتِ سلبیّہ کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی جن صفات سے اللہ تعالی کی تنزیہ واجب ہے اور "جَوْھَر" متکلّمین کے نزدیک جزء لایتجزّٰی کو کہتے ہیں، جس سے جسم بنتا ہے اور "جِسْم" وہ ہے جو دو یا زیادہ جزؤں سے مرکب ہو، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی جوہر اور جسم، کل اور جزء ہونے سے منزّہ ہے کہ یہ حادث ہونے کی دلیل ہیں۔ ۱۲

﴿وَفِی الْأَذْھَانِ حَقٌّ کَوْنُ جُزْءٍ ❁ بِلَا وَصْفِ التَّجَزِّیْ یَا ابْنَ خَالِیْ﴾

ترجمہ: اور اے ماموں زاد بھائی! (متکلّمین کے) خیالات میں ایسے جزو کا وجود ❁ جس میں تجزّی (اور اِنْقِسام) کی صفت نہ پائی جائے، حق ہے۔

تشریح و توضیح:

مصنف رحمہ اللہ نے قافیہ کی رعایت سے مخاطب کو "ابنِ خال" سے تعبیر کیا اور اس شعر میں جزء لایتجزّٰی کا اثبات کیا ہے یعنی اکثر متکلّمین کے نزدیک "جزء لایتجزّٰی" حق و ثابت ہے۔ فلاسفہ اور بعض متکلّمین "جزء لایتجزّٰی" کا

وُجود محال اور غیر ممکن مانتے ہیں اور اجسام کی ترکیب ہیولہ اور صورت سے کہتے ہیں اور چوں کہ ہیولہ کے ماننے کو قدم عالم کا ماننا ضرور لازم آتا ہے؛ اس لیے اکثر متکلمین بجائے ہیولہ کے "جزء لایتجزّی" سے اجسام کی ترکیب مانتے ہیں، ورنہ حقیقت میں یہ ضروریاتِ عقائد سے نہیں۔ خالقِ اجسام تعالیٰ شانہ خوب جانتا ہے کہ اجسام کی ترکیب اس نے کس چیز سے کی ہے اور کیوں کر کی ہے۔ کما قال سبحانہ [جیسا کہ کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا]: ﴿مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ [الکھف:۵۱] [ترجمہ کنز الایمان: نہ میں نے آسمانوں اور زمین کو بناتے وقت انہیں سامنے بٹھالیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں۔]

﴿وَمَا الْقُرْآنُ مَخْلُوْقًا تَعَالٰی ❁ کَلَامُ الرَّبِّ عَنْ جِنْسِ الْمَقَالِ﴾

ترجمہ: اور قرآن (کلام اللہ) مخلوق نہیں ❁ ربّ (تعالیٰ شانہ) کا کلام جنسِ مقال سے برتر ہے۔

تشریح وتوضیح:

کلامِ الٰہی کے بارے میں اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ مخلوق نہیں، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفت ہے اور تمام صفاتِ الٰہی مخلوق نہیں اور معتزلہ وغیرہ مُبتَدِعین نے خلافِ اہلِ حق غلو کیا ہے اور کلامِ الٰہی کو کلامُ النّاس پر قیاس کرکے حروف واصوات سے مرکب ہونے کی دلیل سے کلامِ الٰہی کو بھی مخلوق کہہ دیا؛ اس لیے مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ کلامِ ربّ تعالیٰ مخلوق کے کلام کی جنس سے برتر ہے۔ ۱۲

﴿وَرَبُّ الْعَرْشِ فَوْقَ الْعَرْشِ لٰكِنْ ❁ بِلَا وَصْفِ التَّمَكُّنِ وَاتِّصَالِ﴾

ترجمہ: اور عرش کا ربّ عرش کے اوپر ہے لیکن ❁ بدون وصفِ استقرار اور اتصال کے۔

تشریح وتوضیح:

اس مسئلہ میں بھی اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ ربّ سبحانہ وتعالی شانہ کا فوق العرش ہونا قرآن واحادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے لیکن بلا کیف، ایسا نہیں کہ ربّ تعالی کا عرش پر استقرار اور تمکن ہو؛ کیوں کہ وہ سبحانہ وتعالی اپنی سب مخلوق سے مستغنی ہے۔ ۱۲

﴿وَمَا التَّشْبِيهُ لِلرَّحْمٰنِ وَجْهًا ❁ فَصُنْ عَنْ ذَاكَ أَصْنَافَ الْأَهَالِي﴾

ترجمہ: اور (خدائے) مہربان کو (کسی چیز سے) تشبیہ دینا (بابِ عقائد میں) کچھ وجہ نہیں رکھتا ❁ سو ان (عقائد) سے (علمائے) اہل سنت کے گروہوں کو نگاہ رکھ۔

تشریح وتوضیح:

یعنی خدا تعالی کو کسی امر میں مخلوق سے مشابہت نہیں، چوں کہ اثباتِ صفات سے شائبہ تشبیہ کا وہم ہوتا ہے؛ اس لیے مصنّف رحمہ اللہ نے تصریح کر دی کہ اہلِ سنت کے نزدیک صفات ثابت ہیں، مگر ربّ سبحانہ مشابہتِ خلق سے مبرّا ہے۔ ۱۲

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ وَلِوَالِدَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ آمین ثُمَّ آمین۔

﴿وَلَا يَمْضِي عَلَى الدَّيَّانِ وَقْتٌ ❁ وَأَزْمَانٌ وَأَحْوَالٌ بِحَالِ﴾

ترجمہ: اور (ربّ) مالکِ جزا پر کسی حال میں وقت ❁ اور زمان اور احوال کی گردش نہیں آتی۔

تشریح وتوضیح:

وقت اور زمانہ کی گردش سے اشیا میں تغیّر آنا، مخلوق وحوادث کی شان ہے، ربّ تعالی تغیُّر وتحوُّل سے بری اور منزّہ ہے، یہی اہلِ حق کا عقیدہ ہے۔ ۱۲

﴿وَمُسْتَغْنٍ إِلٰهِي عَنْ نِسَاءٍ ❁ وَأَوْلَادٍ إِنَاثٍ أَوْ رِجَالِ﴾

ترجمہ: اور میرا معبود (خداوند) تعالی عورتوں ❁ اور نر مادہ، اولاد (بچوں) سے مُستغنی ہے۔

تشریح وتوضیح:

اس بیت میں یہود و نصاری وغیرہ مشرکین پر ردّ ہے، جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف بیٹے وغیرہ کی نسبت کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بیوی بچوں کی کچھ ضرورت نہیں، وہ مستغنی ہے۔ اولاد وغیرہ کی تو اس کو ضرورت ہوتی ہے، جو بذاتِ خود باقی نہ رہ سکے، وہ بقا بالواسطہ کے لیے اولاد کا طلب گار ہوتا ہے اور چوں کہ اولاد کے حاصل کرنے کا ذریعہ بیوی ہے؛ اس لیے اس کو بیوی کی بھی حاجت ہوتی ہے اور فنا کا خوف اسی کو ہوتا ہے، جو وُجود وغیرہ میں مُستغنی نہیں ہوتا اور جب حق سبحانہ و تعالیٰ کا وُجود اس کی صفتِ ذاتی ہے اور وہ سب سے مُستغنی ہے تو اس کا اولاد وغیرہ سے مُستغنی ہونا ثابت ہو گیا۔ ۱۲

﴿كَذَا عَنْ كُلِّ ذِيْ عَوْنٍ وَنَصْرٍ ❁ تَفَرَّدَ ذُو الْجَلَالِ وَذُو الْمَعَالِي﴾

ترجمہ: اسی طرح ہر (طرح کے) یار و مددگار سے ❁ (میرا ربّ) بزرگی اور بلند شان والا یگانہ (و بے نیاز) ہے۔

تشریح وتوضیح:

اس بیت سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں، زمین و آسمان وغیرہ کے پیدا کرنے میں سب سے مُستغنی ہے۔ یگانہ و متفرّد وہی ہوتا ہے، جس کو دوسروں کی حاجت نہیں ہوتی ورنہ جو خود کسی کام کے سرانجام دینے میں مستقل نہ ہو، اس کو دوسرے سے اِستعانت کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ متفرد نہیں رہتا، تو متفرد کہنے سے مستغنی ہونا ثابت ہو گیا۔ ۱۲

﴿يُمِيْتُ الْخَلْقَ قَهْرًا ثُمَّ يُحْيِي ❁ فَيَجْزِيْهِمْ عَلَى وَفْقِ الْخِصَالِ﴾

ترجمہ: (صفتِ جلال اور) قہر سے (تمام) خلق کو مار کر پھر زندہ کر کے ❁ (ہر ایک کے افعال و) خصال کے مطابق ان کو جزا (و سزا) دے گا۔

تشریح وتوضیح:

مارنا اور زندہ کرنا، دو فعلی صفتیں ہیں: یعنی نفخۂ اُولیٰ سے تمام خلقت کو مار کر نفخۂ ثانیہ کے وقت سب حیوانات کے اجزائے اصلیہ جمع کر کے، ان میں جان ڈالے گا، پھر ہر ایک کے جیسے اعمال ہوں گے، ان کے موافق سب کو بدلہ دے گا۔ اصل میں جزا مطلق بدلہ کو کہتے ہیں: خواہ عذاب ہو خواہ ثواب اور یہاں یہی معنی مراد ہیں پھر عُرف میں جزا صرف ثواب کو کہنے لگے۔ ۱۲

﴿لِأَهْلِ الْخَيْرِ جَنَّاتٌ وَنُعْمَى ۞ وَلِلْكُفَّارِ أَدْرَاكُ النَّكَالِ﴾

ترجمہ: تو اہلِ خیر کے لئے باغ (بہشت) اور نعمتیں ہیں ۞ اور کفّار (نابکار) کے لئے عذاب (ونکال) کے درکات (تیّار) ہیں۔

تشریح وتوضیح:

اس بیت کا مطلب ظاہر ہے یعنی نیک اعمال والوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل ورحمت، بہشت ونعمتیں تیار کر رکھی ہیں اور کفّار واشرار کے واسطے درکاتِ نار تیار کر رکھے ہیں۔ ۱۲

﴿وَلَا يَفْنَى الْجَحِيمُ وَلَا الْجِنَانُ ۞ وَلَا أَهْلُوهُمَا أَهْلُ انْتِقَالِ﴾

ترجمہ: اور دوزخ اور بہشت فنا نہیں ہوں گے ۞ اور نہ اہلِ بہشت و دوزخ (اپنے محال سے) انتقال کرنے والے ہیں۔

تشریح وتوضیح:

یہ شعر بعض نسخوں میں ہے، بعض میں نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک جنت واہلِ جنت کبھی فنا نہ ہوں گے اور ایسے ہی دوزخ واہلِ دوزخ اور نہ دونوں مکانوں کے رہنے والوں کا وہاں سے انتقال ہوگا۔ جنت سے تو ظاہر ہے کہ جنتیوں کو نہیں نکالا جائے گا اور دوزخ سے جو گنہگار مسلمان اپنے گناہوں کی بدسزا بھگتنے کے لیے داخل ہوں گے، وہ جب

سزائے اعمال بھگت چکیں گے، وہ نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے، تو وہ حقیقت میں اہلِ دوزخ نہیں، اہلِ دوزخ تو کفار ہی ہیں۔ گنہگار مسلمانوں کے دوزخ میں داخل ہونے کی ایسی مثال ہے جیسے سنار سونا صاف کرنے کے لیے آگ میں ڈالتا ہے نہ جلانے کے لیے۔ ۱۲

﴿يَرَاهُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِغَيْرِ كَيْفٍ ✿ وَإِدْرَاكٍ وَضَرْبٍ مِنْ مِثَالٍ﴾

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو (قیامت میں) اہلِ ایمان بغیر کیف ✿ اور (بغیرِ احاطہ) ادراک اور (بغیر) گونہ مثال کے دیکھیں گے۔

﴿فَيَنْسَوْنَ النَّعِيْمَ إِذَا رَأَوْهُ ✿ فَيَا خُسْرَانَ أَهْلِ الْإِعْتِزَالِ[1]﴾

ترجمہ: تو جب اس کا دیدار کریں گے سب نعمتوں کو بھول جائیں گے ✿ ہائے افسوس! معتزلی لوگوں کے ٹوٹا پانے پر۔

تشریح وتوضیح:

ان دونوں شعروں میں اس عقیدے کا بیان ہے کہ قیامت میں مومنین کو دیدار خداوند سبحانہ وتعالیٰ کا نصیب ہوگا، مگر بغیر کیف وبدون مثال اور بدون احاطۂ ادراک کے، پس یہ دیدارِ خداوندی ایسی جلیل القدر نعمت ہوگی کہ اس کے حاصل ہونے سے بہشتی لوگ سب نعمتیں بھول جائیں گے۔ پھر آخر میں اس امر کا اشارہ کیا کہ معتزلی لوگ جو دیدارِ خداوندی کے منکر ہیں، وہ اگرچہ جنت میں داخل بھی ہوں، تب بھی اس نعمتِ دیدار سے محروم رہیں گے تو ان کے اس خسران وزیان سے اہلِ ایمان کو ڈرنا چاہئے۔ ۱۲

﴿وَمَا إِنْ فِعْلُ أَصْلَحَ[2] ذَا افْتِرَاضٍ ✿ عَلَى الْهَادِي الْمُقَدَّسِ ذِي التَّعَالِي﴾

---

(1) ہمزہ وصلی ضرورت کے واسطے قطعی کی طرح ثابت رکھا گیا، گویہ فصیح لغت کے خلاف ہے۔ ۱۲

(2) ہاں بحکم قاعدہ "أَصْلَحَ" کے ہمزہ کی حرکت نقل ہو کر ماقبل پر جو نون ساکن تنوین کا تھا، آگئی۔ ۱۲

ترجمہ: اور امرِ اصلح کا کرنا❁(خداوند) ہادی، پاک ذات، بلند شان پر فرض نہیں۔

تشریح وتوضیح:

اس شعر میں اس عقیدہ کا بیان ہے کہ خداوند جلّ جلالہ کے ذمہ کوئی فرض نہیں کہ کوئی اس سے مطالبہ کر سکے۔ اور اس میں معتزلہ پر ردّ ہے، وہ کہتے ہیں: امرِ اصلح کی رعایت خداوند سبحانہ وتعالیٰ پر واجب ہے، یعنی خداوند سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس سے چارہ نہیں کہ جو امر اصلح ہو، اس کی رعائت کرے اور ان کا قول مردود ہے۔ اگر یہ امر خداتعالیٰ پر واجب ہوتا تو دنیا میں کوئی کافر و گمراہ نہ ہوتا۔ ۱۲

❁وَفَرْض لَازِم تَصْدِيقُ رُسْل[3] ❁وَأَمْلَاكٍ كِرَامٍ بِالنَّوَالِ❁

ترجمہ: اور پیغمبروں کی تصدیق (یعنی صدقِ دل سے ماننا) فرض لازم ہے❁اور (اسی طرح) ملائکہ (کا ماننا) جو (انواع) عطا کے ساتھ بزرگی دیئے گئے ہیں۔

(۱)...

تشریح وتوضیح:

اس شعر میں اس عقیدہ کا بیان ہے کہ تمام انبیا اور ملائکہ پر ایمان لانا فرض ہے اور یہ واضح ہے۔ ۱۲

❁وَخَتْمُ الرُّسْلِ[4] بِالصَّدْرِ الْمُعَلّٰى ❁نَبِيٍّ هَاشِمِيٍّ ذِي جَمَالِ❁

ترجمہ: اور (اسی طرح) جناب صدرِ معلّٰی نبی ہاشمی❁صاحبِ (حسن و) جمال کے ساتھ پیغمبروں کے ختم ہونے کی (تصدیق فرض ہے)۔

---

(3) یہ سین ضرورتِ شعر کے واسطے ساکن ہو گیا، اصل میں مضموم ہے۔ ۱۲

(4) سین ضرورتِ شعر کے واسطے ساکن ہو گیا، اصل میں مضموم ہے۔ ۱۲

تشریح وتوضیح:

یعنی یہ اعتقاد کرنا بھی فرض ہے کہ حضرت سیّد المرسلین، شفیع المذنبین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، آپ پر پیغمبری ختم ہوگئی۔ آپ کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے، وہ جھوٹا اور مردود ہے۔ ۱۲

﴿إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ ۞ وَتَاجُ الْأَصْفِيَاءِ بِلَا اخْتِلَالِ﴾

ترجمہ: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا کے پیشوا ہیں، اس میں کسی کا خلاف نہیں ۞ اور بلاشبہ تمام برگزیدگانِ جنابِ اِلٰہی کے سرتاج ہیں۔

تشریح وتوضیح:

حدیث شریف میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیا کو امام بن کر نماز پڑھائی۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور تاج، چوں کہ سب قسم کے زیوروں سے اعلی اور اشرف ہوتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء اور صلحاء سے افضل واشرف ہیں ؛اس واسطے کہا کہ آپ تاج ہیں اصفیا کے۔ ۱۲

﴿وَبَاقٍ شَرْعُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ ۞ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَارْتِحَالِ﴾

ترجمہ: اور آپ کی شریعتِ (مطہرہ) روزِ قیامت ۞ اور (میدانِ حشر میں لوگوں کے) کوچ کر جانے (کے وقت) تک باقی ہے۔

تشریح وتوضیح:

اس بیت میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کی شریعت سب شریعتوں کی ناسخ ہے اور قیامت تک کبھی نسخ نہیں ہوگی ؛کیوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ؛تاکہ آپ کی شریعت منسوخ ہو۔ ۱۲

﴿وَحَقٌّ أَمْرُ مِعْرَاجٍ وَصِدْقٌ ✿ فَفِيهِ نَصُّ أَخْبَارٍ عَوَالِي﴾

ترجمہ: اور امرِ معراجِ (نبوی) حق اور ثابت ہے۔ ✿ اس بارے میں احادیث عالیۃ السند کی نص موجود ہے۔

تشریح وتوضیح:

اس بیت میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ کو معراج، جسم وروح کے ساتھ بیداری کے عالم میں ہوئی یعنی معراج کی جو آپ نے خبر دی ہے، وہ حق اور سچ ہے اور معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قرآنِ مجید سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے۔ اور اس کے آگے آسمان تک اور آگے بہشت، دوزخ تک صحیح، بلند اسناد، والی حدیثوں سے ثابت ہے، اس کا منکر مُبتدِع، گمراہ ہے۔ ۱۲

﴿وَمَرْجُوٌّ شَفَاعَةُ أَهْلِ خَيْرٍ ✿ لِأَصْحَابِ الْكَبَائِرِ كَالْجِبَالِ﴾

ترجمہ: اور پہاڑوں جیسے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ✿ اہلِ خیر کی شفاعت کی اُمید کی گئی ہے۔

تشریح وتوضیح:

یہ بیت بعض نسخوں میں ہے، بعض میں نہیں۔ اس میں اس عقیدہ کا بیان ہے کہ شفاعت، انبیاء اور دیگر صالحین کی قیامت کے دن گنہگاروں کے واسطے ہو گی۔ اس پر ایمان لا کر اس کا اُمیدوار رہنا لازم ہے۔ ۱۲

﴿وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَفِي أَمَانٍ ✿ عَنِ الْعِصْيَانِ عَمْدًا وَانْعِزَالٍ﴾

ترجمہ: اور بے شک انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام دیدہ، دانستہ گناہ کرنے ✿ اور منصبِ نبوت سے معزول ہونے سے امن میں ہیں۔

تشریح وتوضیح:

یعنی یہ اعتقاد کرنا بھی لازم ہے کہ انبیاء منصبِ نبوت سے معزول نہیں ہوتے بخلاف اولیاء کے کہ بعض سے یہ مرتبہ سلب ہو جانا ممکن ہے اور اسی طرح انبیا، دیدہ دانستہ کبیرہ گناہ کرنے سے مامون ہیں اور سہواً کبیرہ گناہ انبیا سے سرزد ہونے

کو اکثر (5) ممکن اور جائز کہتے ہیں اور صغیرہ گناہ سے جو خست اور کمینہ پن پر دال ہوں، ان سے یقیناً معصوم ہیں اور جو ایسا نہ ہو اس کا صادر ہونا ممکن ہے۔ بعض نے کہا: کوئی گناہ ان سے صادر نہیں ہوتا۔ صغیرہ ہو یا کبیرہ، دیدہ و دانستہ ہو یا نادانستہ۔ ۱۲

---

(5) [انبیائے کرام علیہم السلام کفر و شرک اور دیگر تمام گناہوں کے ارتکاب سے عمداً، سہواً معصوم ہیں۔

چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی (م: ۷۹۲ھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: أن الأنبياء معصومون عن الكذب خصوصا فيما يتعلق بأمر الشرائع وتبليغ الأحكام وإرشاد الأمة، أما عمداًفبالإجماع وأما سهواً فعند الأكثرين. (شرح العقائد النسفية، ص: 306۔ 307، مكتبة المدينة، كراچی، پاكستان)

یعنی، انبیائے کرام علیہم السلام جھوٹ سے پاک ہیں بالخصوص شرعی اُمور، احکام کی تبلیغ اور امت کی ہدایت میں عمداً جھوٹ سے بالاجماع معصوم ہیں۔ اسی طرح جمہور کے نزدیک بھول کر بھی ان چیزوں میں جھوٹ سے معصوم ہیں۔

مشہور عرب محقق "عبد السلام بن عبد الهادی شنار" "ضوء المعالی علی منظومۃ بدء الامالی" میں مذکورہ بیت کے تحت کی گئی شرح میں تعلیقاً فرماتے ہیں: وهو قول كثير من المحققين من أهل السنة والمعتزلة سلفاً و خلفاً-أن الأنبياء معصومون ومعنى العصمة في حقهم :حفظ ظواهرهم وبواطنهم من التلبس بمنهي عنه،ولو نهي كراهة أو خلاف الأولى ،قبل النبوة و بعد ها.فهم محفوظون ظاهراً من الزنا و شرب الخمر و غيرها من منهيات الظاهر، ومحفوظون باطناً من الحسد والكبر والرياء وغير ذالك من منهيات الباطن. (ضوء المعالی علی منظومة بدء الأمالی لملّا علی قاری،ص117،تحقيق و تعليق: عبد السلام شنّار)

یعنی، اہلِ سنت و معتزلہ کے سلف و خلف کثیر محققین کا یہ قول ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں اور انبیاء کے حق میں عصمت کا معنی یہ ہے کہ ان کا ظاہر و باطن منہی عنہ کے ساتھ آلودہ ہونے سے محفوظ ہے، منہی عنہ مکروہ ہو خواہ خلافِ اَولیٰ، قبلِ نبوت ہو خواہ بعدِ نبوت۔ وہ ظاہری منہیات، مثلاً: بدکاری، شراب نوشی وغیرہ سے بھی اور یوں ہی باطنی منہیات جیسا کہ حسد، تکبر اور ریاکاری وغیرہ سے بھی محفوظ ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(م:۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:والأنبیاء معصومون من الکفر وتعمّد الکبائر والإصرار علیھا.(العقیدۃ الحسنۃ مع ترجمہ و شرح بنام عقائد الاسلام از خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان برکاتی،ص: 27،فرید بکستال،لاھور)

یعنی،انبیا ومرسلین کفروشرک سے (قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت بالاجماع) معصوم ہیں اور گناہِ کبیرہ کے ارتکاب سے مطلقا اور گناہِ صغیرہ پر اصرار سے بھی (قبلِ نبوت وبعدِ نبوت) معصوم ہیں۔

علامہ السید الشریف علی بن محمد جرجانی(م:۸۱۶ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:أجمع أھل المِلَل والشرائع کلّھا علی وجوب عصمتھم.(شرح المواقف، المرصد الاول،المقصد الخامس،فی عصمۃ الانبیاء،جزء ثامن،ص288، دار الکتب العلمیۃ، بیروت — لبنان)

یعنی،اہلِ ادیان ومذاہب کا انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی عصمت کے وُجوب پر اجماع ہے۔

سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی(م: 150ھ/ 772م) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:والأنبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائروالکفروالقبائح.(الفقہ الاکبر:ص36،تحقیق وتعلیق: ابو شُعبہ السنبادی)

یعنی،تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام صغیرہ وکبیرہ گناہوں، کفراور بُری باتوں سے پاک و معصوم ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی(م:۹۷۳ھ)فرماتے ہیں:الأنبیاء علیھم الصلاۃ والسلام کلھم معصومون لایصدر عنھم ذنب ولو صغیرۃ سھوا.(الیواقیت والجواھر :ص431، دار الکتب العلمیۃ،بیروت — لبنان)

یعنی،انبیائے کرام علیہم السلام سب کے سب معصوم ہیں،ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا، اگرچہ صغیرہ بھولے سے ہی کیوں نہ ہو۔

﴿وَمَا كَانَتْ نَبِيًّا قَطُّ أُنْثٰى ۞ وَلَا عَبْدٌ وَشَخْصٌ ذُوافْتِعَالٍ﴾

ترجمہ: اور کبھی کوئی عورت اور غلام ۞ اور جھوٹا (یا جادو گر) شخص نبی نہیں ہوا۔

تشریح وتوضیح:

چوں کہ نبوّت کے مرتبہ کے لئے لازم ہے احکامِ الٰہی کا پہنچانا اور خلق اللہ کو راہِ راست کی طرف ہدایت کرنا اور اس کام کے لئے کمالِ عقل اور قوتِ رائے کی ضرورت ہے اور عورتیں ناقص العقل اور خلقۃً کمزور ہوتی ہیں اور غلام چوں کہ بیگانہ مملوک ہوتا ہے اور دوسرے لوگ اس کو حقیر سمجھتے ہیں؛ اس لئے وہ منصبِ نبوت کے لائق نہیں ہوتا اور ایسے ہی جھوٹا شخص بھی معتمد علیہ نہیں ہوتا، لوگ اس کی بات کا اعتبار نہیں کرتے تو وہ نبوت کے لائق نہیں؛ اس لئے سنۃُ اللہ اس طرح جاری ہے

اور امام تقی الدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی (756ھ/1355م) رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: المختار أنهم معصومون من الكبائر والصغائر. (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص 195، مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی)

یعنی، مذہب مختار یہی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے منزہ اور معصوم ہیں۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی (م: ۱۳۴۰ھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: اکابر محققینِ اہلِ سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو نبوّت کے بعد اور نہ ہی پہلے کبھی عصیان کے مرتکب ہوئے۔ (تعلیقاتِ رضا در طحطاوی علی الدر: ص 133)

اور فرماتے ہیں: انبیائے کرام (علیہم الصلوۃ والسلام) مطلقاً معاصی سے پاک ومنزّہ ہیں، خود انہیں علمائے کرام (علمائے حنفیّہ) نے جابجا اس کی تصریح فرمائی۔ (انبیائے کرام گناہ سے پاک ہیں: ص 25، ناشر: نوری مشن مالیگاؤں، ناسک، انڈیا)] (از خرم محمود)

کہ ہمیشہ انبیاء قوم کے اعلیٰ خاندان سے شریفُ النفس، پاک ذات، نہایت عالی ہمت، رحم دل شخص ہوتے ہیں۔ ۱۲

﴿وَ ذُو الْقَرْنَیْنِ لَمْ یُعْرَفْ نَبِیًّا ۞ کَذَا الْقُمَانُ فَاِحْذَرْ عَنْ جِدَالِ﴾

ترجمہ: اور معلوم نہیں کہ ذوالقرنین نبی ہوئے ہیں یا نہیں ۞ ایسے ہی لقمان حکیم، سو اس معاملے میں بحث و جدال سے پرہیز کر۔

تشریح و توضیح:

بعض علما نے ذوالقرنین (6)..............................

---

(6) [حضرت ذوالقرنین کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الکہف کی، آیت: ۸۳ سے ۹۸ تک میں ہے۔ سورہِ کہف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا﴾ [الکہف: ۸۳] ترجمہِ کنز الایمان: اور تم سے ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں۔

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م: ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ / ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر "خزائن العرفان" میں اس آیت کے تحت حضرت ذوالقرنین کے بارے میں فرماتے ہیں:

ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ انہوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحبِ لواء تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں، جو تمام دنیا پر حکمران تھے: دو مومن، حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بُخْتِ نصر اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اور اس اُمّت سے ہونے والے ہیں، جن کا اسم مبارک حضرت امام مہدی ہے، ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔ ذوالقرنین کی نبوّت میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہ نبی تھے نہ فرشتے۔ اللہ سے محبت کرنے والے بندے تھے۔ اللہ نے انہیں محبوب بنایا۔]

اور لقمان (7) کے نبی ہونے کا زعم کیا ہے؛ چوں کہ یہ بات تحقیق کے خلاف

---

(7) [حکیم لقمان بہت دانا آدمی تھے، جن کا تذکرہ قرآن میں سورۂ لقمان میں آیا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ [لقمان:۱۲] ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا۔
اور صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م:۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء) رحمۃ اللہ تعالی علیہ تفسیر "خزائن العرفان" میں اس آیت کے تحت حضرت لقمان کے بارے میں فرماتے ہیں:
"محمّد بن اسحٰق نے کہا کہ لقمان کا نسب یہ ہے: لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔ وہب کا قول ہے کہ حضرت لقمان حضرت ایّوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ مقاتل نے کہا کہ حضرت ایّوب علیہ السلام کی خالہ کے فرزند تھے۔ واقدی نے کہا کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہزار سال زندہ رہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان سے علم اخذ کیا اور ان کے زمانہ میں فتویٰ دینا ترک کر دیا اگرچہ پہلے سے فتویٰ دیتے تھے، آپ کی نبوّت میں اختلاف ہے اکثر عُلَماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے، حکمت عقل و فہم کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ حکمت معرفت اور اصابت فی الاُمور کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جس کے دل میں رکھتا ہے اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے"۔
اور حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو جن کا نام انعم تھا، بعض نے تاران لکھا ہے، چند نصیحتیں فرمائی ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ لقمان میں ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دوسری نصیحتیں آپ نے ارشاد فرمائی ہیں، جو تفاسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ مشہور ہے کہ آپ درزی کا پیشہ کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ آپ بکریاں چراتے تھے۔ حضرت امام احمد بن محمد صاوی، مالکی، خلوتی (م:۱۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ تعالی علیہ آپ کی ایک نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہے؛ اس لئے مصنّف رحمہ اللہ نے تنبیہ کردی کہ ان کا نبی ہونا محقق نہیں۔ پس اس بارے میں بحث اور جدال سے پرہیز کرنا چاہئے۔ مجملاً تمام انبیاء پر ایمان لانا کافی ہے۔ سب کو مفصلاً جاننا ضرور نہیں۔ پس ذوالقرنین اور لقمان کے بارے میں نہ تو زور سے نبوت کا دعوی کرنا مناسب ہے اور نہ نفیِ نبوت میں اصرار کرنا زیبا ہے؛ کیوں کہ غیرِ نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے اور کسی نبی کی نبوت سے انکار کرنا بھی کفر ہے۔ ۱۲

﴿وَعِيسَى سَوْفَ يَأْتِي ثُمَّ يَتْوِي ۞ لِدَجَّالٍ شَقِيٍّ ذِي خَبَالِ﴾

ترجمہ: اور قریب ہے کہ عیسی علیہ السلام آخر زمانے میں آکر ۞ دجال، بد بخت، صاحبِ فساد کو تباہ کریں گے۔

تشریح وتوضیح:

اخیر زمانہ میں عیسی علی نبیّنا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا اور شریعتِ محمدی کی ترویج میں سعی کرنا اور دشمنانِ دینِ الٰہی کو ہلاک کرنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور ایسے ہی دجال کافر کا ظاہر ہو کر، لوگوں کو کرشمے دکھا کر، گمراہ کرنا احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اور عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اتر کر اس کو قتل کرنا

فروي أنه لقيه رجل وهو يتكلم بالحكمة فقال: ألست فلانا الراعي؟ قال: بلى! قال: فبم بلغت ابلغت؟ قال: بصدق الحديث وأداء الأمانة وترك مالا يعنيني.
(صاوی علی الجلالین: ج3، ص 239، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر)
یعنی، مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ حکمت کی باتیں بیان کررہے تھے تو کسی نے کہا کہ کیا تم فلاں چرواہے نہیں ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیوں نہیں، میں یقیناً وہی چرواہا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ حکمت کے اس مرتبہ پر کس طرح فائز ہو گئے؟ تو آپ نے فرمایا کہ باتوں میں سچائی اور امانتوں کی ادائیگی اور بیکار باتوں سے پرہیز کرنے کی وجہ سے۔] (از خرم محمود)

حدیثوں میں آیا ہے؛اس لئے اہلِ حق اس کو حق مانتے ہیں۔ان باتوں کی تاویل کرنا شیوۂ اہلِ حق نہیں۔ ۱۲

﴿كَرَامَاتُ الْوَلِيِّ بِدَارِ دُنْيَا ۞ لَهَا كَوْنٌ فَهُمْ أَهْلُ النَّوَالِ﴾

ترجمہ: دارِ دنیا میں اولیاء اللہ کی کرامات ۞ کے لئے ثبوت ہے سو وہ (اللہ تعالی کے کرم و) عطا کے اہل ہیں۔

تشریح وتوضیح:

اسی طرح اہلِ سنت کے عقیدہ کے مطابق کراماتِ اولیا حق اور ثابت ہیں اور کرامت اس کو کہتے ہیں کہ خارقِ عادت امر، ولی کے اعزاز کے لئے خدا تعالی اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے، پس کراماتِ اولیا کا اعتقاد کرنا بھی ضرور ہے، اس کا انکار کرنا گمراہی کی بات ہے۔ ۱۲

﴿وَلَمْ يَفْضُلْ وَلِيٌّ قَطُّ دَهْرًا ۞ نَبِيًّا أَوْ رَسُولًا فِي انْتِحَالِ﴾

ترجمہ: اور کبھی زمانہ بھر میں کوئی ولی (کسی مذہب کی) نسبت میں ۞ نبی یا رسول سے بہتر نہیں ہوا ہے۔

تشریح وتوضیح:

اور یہ بھی اعتقاد کرنا ضروری ہے کہ کوئی ولی کسی نبی سے بڑھ نہیں سکتا، بلکہ مساوی بھی نہیں ہو سکتا، پس کسی ولی کو بعض انبیاء سے افضل سمجھنا اسلام سے باہر نکلنا ہے؛اسی لئے مصنّف رحمہ اللہ نے کہا کہ کسی مذہب کی نسبت میں یہ بات نہیں کہ ولی کسی نبی سے افضل ہو۔ ۱۲

﴿وَلِلصِّدِّيقِ رُجْحَانٌ جَلِيٌّ ۞ عَلَى الْأَصْحَابِ مِنْ غَيْرِ احْتِمَالِ﴾

ترجمہ: اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر بغیر (شک) ۞ (اور) احتمال کے (مرتبہ میں) رجحان (اور فضیلت) ہے۔

تشریح وتوضیح:

اہل حق یعنی اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ بعدِ انبیاء وخواص ملائکہ سب خلق اللہ سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ مضمون بہت حدیثوں سے ثابت ہے اور نیز آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر عمر میں نماز کی امامت کے واسطے انہی کو منتخب کیا تو نماز جو افضل اعمالِ اسلام سے ہے اس کی امامت کے واسطے منتخب کرنا، فضیلت کی اوّل دلیل ہے اور اس میں روافض اور بہت سے معتزلہ کا خلاف ہے اور صدیق آپ کا لقب اس واسطے ہوا کہ آپ نے بلاتردد دعویٰ نبوت و معراج میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔ ۱۲

﴿وَلِلْفَارُوْقِ رُجْحَانٌ وَفَضْلٌ ۞ عَلٰی عُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ عَالِيْ﴾

ترجمہ: اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عثمان ذی النُّورین رضی اللہ عنہ پر ۞ عالی شان فضیلت ورجحان ہے۔

تشریح وتوضیح:

"فَارُوْق" خلیفہ ثانی، امیرِ المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لقب ہے؛ اس لیے کہ آپ فصلِ مقدمات میں حق وباطل کے درمیان خوب فرق کرتے تھے اور بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں، یہی اہلِ حق کا اعتقاد ہے اور یہ امر بہت سی صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲

﴿وَذُو النُّوْرَیْنِ حَقًّا کَانَ خَیْرًا ۞ مِنَ الْکَرَّارِ فِيْ صَفِّ الْقِتَالِ﴾

ترجمہ: اور حضرت ذوالنُّورین رضی اللہ عنہ بالتحقیق (علی شیرِ خدا) ۞ میدانِ جنگ میں بار بار آنے والے سے بہتر ہیں۔

تشریح وتوضیح:

"ذُو النُّوْرَیْن" خلیفہ ثالث، امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے ہوئیں۔ پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں دیں۔ ان کی وفات کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا نکاح کر دیں اور اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک حضرت عثمان، حضرت علی سے افضل ہیں، وہ کہتے ہیں: فضیلت علی ترتیب الخلافت ہے اور بعض نے ان دونوں صاحبوں کے آپس میں ایک دوسرے سے افضل ہونے میں توقّف کیا ہے۔ بہر حال اپنے اپنے وقت میں خلفائے اربعہ کے خلافت کے علی الترتیب برحق ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ ۱۲

﴿وَلِلْکَرَّارِ فَضْلٌ بَعْدَ ھٰذَا ❁ عَلَی الْأَغْیَارِ طُرًّا لَا تُبَالِیْ﴾

ترجمہ: اور اس کے بعد حیدر کرار کے لئے ❁ تمام اپنے غیروں سے فضیلت ہے اس تفضیل میں پروانہ کر۔

تشریح وتوضیح:

"کَرَّار" سے شیرِ خدا، اسدُ اللہِ الغالب، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دشمنانِ دین کے مقابلے میں بار بار میدانِ جنگ میں نکلا کرتے، کبھی حالتِ اختیار واضطرار میں آپ کو فرار کی نوبت نہیں آئی۔ مراد یہ ہے کہ ہمارے اہلِ سنت کے عقیدہ کی رو سے بعد خلفاء ثلاثہ کے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ پر فضیلت ہے۔ اس تفضیل میں کسی کے خلاف کی پرواہ نہیں کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَ لِمَنْ سَعٰی فِیْہِ وَ لِوَالِدَیْھِم اَجْمَعِیْن آمین ثُمَّ آمین یَارب العالَمِین الٰہ الحق۔ آمین۔ ۱۲

﴿وَلِلصِّدِّيقَةِ الرُّجْحَانُ فَاعْلَمْ ❁ عَلَى الزَّهْرَاءِ فِي بَعْضِ الْخِلَالِ﴾

ترجمہ: اور جان لے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پر ❁ بعض خصلتوں میں فضیلت حاصل ہے۔

تشریح وتوضیح:

"صِدِّيقَة" سے مراد اُمّ المؤمنین، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور "زہرا" سے مراد "سيدةُ نساءِ أهلِ الجنةِ" فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان دونوں کی ایک دوسرے سے فضیلت کسی نص میں نہیں آئی لیکن کثرتِ روایت اور تفقّہِ درایت کے لحاظ سے اور نیز اس وجہ سے کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام جنت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا اور حضرت زہرہ بتول رضی اللہ عنہا کا مقام، امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ہوگا اور ان دونوں مرتبوں میں فرق بیّن ہے؛ اس لئے مصنّف رحمہ اللہ نے بعض خصلتوں میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افضل بتایا اور بعض وجوہ سے حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں، مثلاً: وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کا ٹکڑا ہیں، بناء بریں دونوں کو ایک دوسرے پر فضیلتِ جزوی حاصل ہے۔ ۱۲

﴿وَلَمْ يَلْعَنْ يَزِيْدًا(8) بَعْدَ مَوْتٍ ❁ سِوَى الْمِكْثَارِ فِي الْإِغْرَاءِ غَالِي﴾

ترجمہ: اور یزید کو مرنے کے بعد بڑے باتونی ❁ فساد میں حد سے بڑھنے والے کے سوا کسی نے لعنت نہیں کی۔

تشریح وتوضیح:

یزید بن معاویہ کے بارے میں اہلِ علم کو اختلاف ہے کہ آیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ سو بعض بلا تامل لعنت کرنا جائز کہتے ہیں جیسے تفتازانی نے " شرح عقائد " میں کہا اور بعض نے کہا: نہیں جائز؛ کیوں کہ جو الزام اس کی طرف نسبت

---

(8) ضرورتِ شعری کے واسطے غیر منصرف کو منصرف کیا گیا۔ ۱۲

کئے جاتے ہیں، اگر سب صحیح ہوں، تب بھی زیادہ سے زیادہ فسق ثابت ہوتا ہے اور فاسق پر لعنت کرنا اہلِ سنت کثّرھم اللہ کے نزدیک جائز نہیں۔ پہلے کہتے ہیں: اگرچہ افعال کا ارتکاب موجب فسق ہے مگر استحلالِ معصیت کفر ہے اور بعض اس بارے میں توقف کرتے ہیں؛ کیوں کہ استحلال امرِ باطنی ہے، اس پر اطلاع سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں، پس توقّف ہی طریقِ اسلم ہے اور اسی کی طرف مصنّف رحمہ اللہ نے اشارہ کیا(9)۔ ۱۲

---

(9) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعا یقینا باجماع اہلِ سنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا، اس قدر پر ائمہ اہلِ سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام، اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سَنَد لاتے ہیں:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾ [محمد: ۲۲۔۲۳] کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی تو انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیّبین وخود کعبہ معظّمہ وروضہ طیّبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبرِ اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی، مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ تابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیّبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سرِ انور کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا، کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات

﴿وَاِیْمَانُ الْمُقَلِّدِ ذُوْ اعْتِبَارٍ ٭ بِأَنْوَاعِ الدَّلَائِلِ کَالنِّصَالِ﴾

ترجمہ: اور نیزوں جیسی تیز اور کار گر دلیلوں سے ٭ ثابت ہے کہ مقلّد کا ایمان معتبر ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، جو شخص خود استدلال نہ کرے دوسرے کی بات کو بلا دلیل قبول کر کے کلمہ اسلام کا تکلم کرے، اہلِ حق کے نزدیک اس کا ایمان معتبر ہے اور مدعا پر بہت سے دلائلِ کاری قائم ہیں اور جو لوگ استدلال کو شرط قرار دیتے ہیں، وہ ایمان کا دائرہ تنگ کرتے ہیں۔ ان پر لازم آتا ہے کہ بہت سے عوام ترکِ استدلال کی وجہ سے بے ایمان ہوں اور یہ بڑا غضب ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اقرارِ شہادتین پر اکتفا کرتے تھے۔ یہ نہ پوچھتے تھے کہ تم نے کس دلیل سے معلوم کیا اور یہ دوسرا

مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے۔

قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر ﴿لَعَنَهُمُ اللّٰهُ﴾ (ان پر اللہ کی لعنت ہے) فرمایا؛ لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحالِ احتمال نسبتِ کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدمِ توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ: ﴿فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ٭ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ [مریم: ۵۹-۶۰] (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہو گئے) اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے، مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبدمذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمہ ہو۔

(فتاوی رضویہ: کتاب السیر، ج15، ص591-592)

امر ہے کہ استدلال کرنا افضل اور اعلیٰ ہے اور ترکِ استدلال سے ایک درجہ کا گنہگار ہوگا۔ ۱۲

﴿وَمَا عُذْرٌ لِذِي عَقْلٍ بِجَهْلٍ ٭ بِخَلَّاقِ الْأَسَافِلِ وَالْأَعَالِي﴾

ترجمہ: اور عقل والے کے لئے جہالت (یعنی دعوت کا نہ پہنچنا) آفرید گار ٭ زمینِ پست اور آسمانِ بلند کے نہ ماننے کا عذر نہیں بن سکتا۔

تشریح وتوضیح:

یعنی جس شخص کو خُداتعالیٰ نے عقلِ سلیم دی ہے اور حدِ بلوغت کو پہنچ گیا ہے، اس حالت میں اگر اسے دعوت اسلام نہ پہنچی تو خالقُ الارض والسمٰوات کی معرفت اس پر لازم ہے۔ عقل کے ہوتے ہوئے جہل اور نادانی یعنی دعوت کے نہ پہنچنے کا عُذر غیر مقبول ہے؛ کیوں کہ آثارِ قدرت، صاحبِ عقل کو اقرارِ آفرید گار (خالق، پیدا کرنے والے) پر مجبور کرتے ہیں، البتہ سوائے ایمان کے اور شرائع کے واسطے جہل عذر ہے، امام اعظم رحمہ اللہ سے اسی طرح منقول ہے۔ ۱۲

﴿وَمَا إِيْمَانُ شَخْصٍ حَالَ بَأْسٍ ٭ بِمَقْبُوْلٍ لِفَقْدِ الْإِمْتِثَالِ﴾ (10)

ترجمہ: اور عذاب دیکھنے کی حالت میں کسی شخص کا ایمان ٭ مقبول نہیں؛ کیوں کہ اس سے فرماں برداری نہیں پائی گئی۔

تشریح وتوضیح:

کافر جب مرنے کے قریب عذاب کا معائنہ کرے اور سکراتِ موت میں مبتلا ہو، اس وقت ایمان لائے تو یہ مقبول نہیں؛ کیوں کہ یہ ایمان بالغیب نہیں۔ بعض شُرّاح نے کہا ہے کہ عاصی کی توبہ اس حال میں قبول ہے مگر ظاہر قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا ایک حکم ہے۔

---

(10) ضرورت کے واسطے ہمزہ وصلی کو قطعی کیا گیا۔ ۱۲

چنانچہ مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس پر خوب بحث کر کے عدم فرق ثابت کیا ہے۔ ۱۲

﴿وَمَا أَفْعَالُ خَيْرٍ فِي حِسَابٍ ۞ مِنَ الْإِيْمَانِ مَفْرُوْضُ الْوِصَالِ﴾

ترجمہ: اور نیک کام (اعمالِ صالحہ) ایمان سے محسوب نہیں ۞ حالاں کہ (ایمان کے ساتھ ان کا) متصل بجالانا فرض ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، فرض عباداتیں ایمان کا جُزو اور اس میں داخل نہیں، گو ایمان کے متّصل ہیں یعنی بعد ایمان کے متّصل ان کا بجالانا فرض ہے اور بدون ایمان کے عبادات کا بجالانا معتبر نہیں اور عبادات کا ایمان میں داخل نہ ہونا یہی قول ہے اکابر علماء کا جیسے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے متبعین، اور اسی کو اختیار کیا ہے امام الحرمین اور جمہور اَشَاعرہ نے؛ کیوں کہ حقیقت ایمان کی صرف تصدیقِ قلبی ہے یا تصدیقِ قلبی مع اقرارِ لسانی کے اور یہ مذہب ہے امام مالک، شافعی اور اوزاعی کا۔

اور جمہور اہلِ حدیث(11) کے نزدیک عبادات ایمان میں داخل ہیں لیکن بعض محققین کے بموجب اہلِ حدیث کے نزدیک عبادات ایمان کا جزو ہیں۔ وہ حضرات یہ نہیں کہتے کہ عبادات کے انتفاع سے ایمان منتفع ہو جاتا ہے جیسے معتزلہ وخوارج کا مذہب ہے تو معلوم ہوا کہ اہلِ سنت کثّرھم اللہ کے دونوں فریق: "فقہا واہلِ حدیث" کے درمیان یہ نزاعِ لفظی ہے اور اسی طرح اس مسئلہ کی فرع یعنی ایمان کے کم زیادہ ہونے نہ ہونے میں بھی نزاعِ لفظی ہے اور اگر کوئی شخص ایمان لانے کے بعد

---

(11) یہاں اہلِ حدیث سے موجودہ زمانہ کے غیر مقلدین مراد نہیں ہیں، جنہوں نے انگریز سے اپنے لئے ''اہلِ حدیث'' کا نام الاٹ کروایا ہوا ہے اور یہاں عوام بھی مراد نہیں، بلکہ وہ شُیوخ وعلماء مراد ہیں، جو علمِ حدیث میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں یعنی، محدثین کرام جیسے: امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد وغیرہم رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

پہلے اس سے کہ اس پر کوئی عبادت فرض ہو، مر جائے تو باتفاقِ فریقین وہ شخص مومن ہے۔ ۱۲

﴿وَلَا یُقْضٰی بِکُفْرٍ وَّارْتِدَادٍ ٭ بِعَھْرٍ أَوْ بِقَتْلٍ وَّاخْتِزَالٍ﴾

ترجمہ: اور زنا، قتل (کسی کا مال لوٹنے)، راہزنی (وغیرہ) سے ٭ کافر اور مرتد ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، جو شخص قتلِ ناحق، چوری، زنا وغیرہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو، وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا، تمام اہلِ سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔

اور اس مسئلہ میں خوارج اور معتزلہ کا خلاف ہے خوارج تو گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور معتزلہ کافر تو نہیں کہتے مگر کہتے ہیں: "ایمان سے نکل جاتا ہے" تو معتزلہ کے نزدیک کفر اور ایمان کے درمیان ایک واسطہ ہے، پس وہ ایسے شخص کو فاسق کہتے ہیں، نہ کافر اور نہ مومن اور ان دونوں فریقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

اور یہ قول ان کا باطل ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ یعنی اللہ تعالی شرک نہیں بخشتا، اس سے کم درجے کے گناہ، جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔ اور اہلِ سنت کے نزدیک، مطابق قرآن واحادیث کے، عاصی مشیتِ خداوندی میں ہے، چاہے تو اسے بخشے یا نہ بخشے اور ہم اہلِ سنت وجماعت یہ بھی نہیں کہتے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کے ساتھ کوئی طاعت فائدہ نہیں دیتی۔ یہ اہلِ بدعت، مرجیہ، ملاحدہ مباحیہ اور وجودیہ کا مذہب ہے۔ ۱۲

﴿وَمَنْ یَّنْوِ ارْتِدَادًا بَعْدَ دَھْرٍ ٭ یَصِرْ عَنْ دِیْنِ حَقٍّ ذَا انْسِلَالٍ﴾

ترجمہ: اور جو شخص مدت کے بعد مرتد ہونے (دین چھوڑنے) کا ارادہ کرے ٭ تو وہ فوراً دینِ حق سے باہر (مرتد) ہو جاتا ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، اگر کوئی عزم کرے کہ فلاں وقت، مثلاً: سال کے بعد یا مہینہ کے بعد، میں کافر ہو جاؤں گا تو فی الحال کافر ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ ایمان نام ہے تصدیق کا اور کفر کا عزم، تصدیق کے منافی ہے اور ہمیشہ مومن رہنے کا عزم بالجزم کر لینا، ایمان کی شرط ہے۔ دوسرا اس لئے کہ کفر کا عزم کرنا، اپنے کفر کے ساتھ راضی ہونا ہے اور اپنے کفر پر راضی ہونا کفر ہے؛ البتہ اس میں خلاف ہے کہ اپنے غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے یا نہیں (12)۔ ۱۲

---

(12) صحیح یہ ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا﴾ [النساء: ۱۴۰] ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح انصاری خزرجی قرطبی "اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو " کے تحت فرماتے ہیں: "مَنْ لَمْ يَجْتَنِبْهُمْ فَقَدْ رَضِيَ فِعْلَهُمْ، وَالرِّضَا بِالْكُفْرِ كُفْرٌ، فَكُلُّ مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسِ مَعْصِيَةٍ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِمْ يَكُونُ مَعَهُمْ فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ، وَيَنْبَغِي أَنْ يُنْكِرَ عَلَيْهِمْ إِذَا تَكَلَّمُوا بِالْمَعْصِيَةِ وَعَمِلُوا بِهَا، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى النَّكِيرِ عَلَيْهِمْ فَيَنْبَغِي أَنْ يَقُومَ عَنْهُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الْآيَةِ. (الجامع لأحكام القرآن: 418/5)

یعنی جو ان (کفریات بکنے والوں یا کفریہ افعال کرنے والوں سے) سے نہیں بچتا تو وہ ان کے فعل سے راضی ہے اور رضا بالکفر کفر ہے، لھذا ہر وہ شخص جو گناہ و معصیت کی مجلس میں بیٹھتا ہے اور انہیں منع نہیں کرتا تو وہ گناہ میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہے، بیٹھنے والے پر لازم ہے کہ جب وہ معصیت کی گفتگو کریں اور گناہ و معصیت کا کام کریں تو وہ انہیں منع کرے اور اگر منع

﴿وَلَفظُ الکُفرِ مِن غَیرِ اِعتِقَادٍ ٭ بِطَوعٍ رَدُّ دِینٍ بِاغتِفَالٍ﴾

ترجمہ: اور بہ سبب غفلت کے بغیر اعتقاد (کفر) کے، اختیار سے ٭ کفر کا کلمہ (زبان سے) نکالنا، دینِ اسلام کو رد کرنا (یعنی مرتد ہونا) ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، خوشی خوشی بغیر کسی کے جبر واکراہ کے زبان سے کفر کا کلمہ کہہ دینا کفر ہے اگرچہ اس پر اعتقاد نہ کرے اور اس کو حق نہ سمجھے، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ جانتا ہو کہ یہ کلمہ کفر ہے اور اگر یہ نہ جانتا ہو تو بسبب جہل کے معذور ہوگا اور بعض کہتے ہیں جہل عذر نہیں، کافر ہو جائے گا۔

اور مخفی نہ رہے کہ جبر واکراہ بھی وہی معتبر ہے کہ قتل کر ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے یا سخت دردناک مار مارنے سے ڈرایا جائے اور اس کے دل میں غالب ظن

کرنے پر قادر نہیں تو وہاں سے اٹھ جائے کہ کہیں اس کا شمار بھی اس آیت کے زُمرہ میں نہ ہو جائے۔

صدر الافاضل (م: ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ / ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء) " اِنَّکُم اِذًا مِّثلُھُم ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو" کے تحت فرماتے ہیں: "اس سے ثابت ہوا کہ کفر کے ساتھ راضی ہونے والا بھی کافر ہے۔"

اور شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی نے مذکورہ آیتِ کریمہ کے تحت لکھا کہ: "اہلِ علم نے کہا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کفر سے راضی ہو وہ بھی کافر ہے اور جو شخص کسی بُرے کام سے راضی ہو اور بُرا کرنے والوں کے ساتھ مل جُل کر رہے تو خواہ اُس نے وہ بُرا کام نہ کیا ہو پھر بھی وہ ان کے ساتھ گناہ میں برابر کا شریک ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ورنہ تم بھی ان کے مثل قرار دیئے جاؤگے"۔ (تبیان القرآن، ج: 2، ص: 829، فرید بکسٹال، لاہور)

اسی آیت مبارکہ سے علمائے کرام نے قاعدہ: "الرِّضَا بِالکُفرِ کُفرٌ" اور "الراضي بالذنب کفاعله" مستنبط فرمایا ہے۔ (از خرم محمود)

ہو جائے کہ اگر کفر کا کلمہ نہ کہوں گا تو یہ ضرور قتل کر ڈالے گا تو ایسی حالت میں زبان سے کہہ دینا، بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو، جائز ہے اور اگر قید وغیرہ بے عزتی کی دھمکی دے تو اس کو اکراہ نہیں کہا جاتا، ایسی حالت میں کلمۂ کفر کہے گا، تو بحکم پہلے شعر کے ایمان سے نکل جائے گا۔ ۱۲

﴿وَلَا یُحْکَمْ بِکُفْرٍ حَالَ سُکْرٍ ❁ بِمَا یَھْذِيْ وَیَلْغُوْ بِارْتِجَالِ﴾

ترجمہ: اور حالتِ سکر (نشہ) میں انسان جو کچھ بے ساختہ ❁ ہذیان، بکواس کرتا ہے اس سے اس کے کفر کا حکم نہیں کیا جاتا۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، نشے کی حالت میں اگر آدمی سے کفر کا کلمہ صادر ہو جائے تو اس سے کافر و مرتد نہیں ہوتا اور نشہ کی حد یہ ہے کہ زمین وآسمان، مرد وعورت میں فرق نہ کر سکے۔ مخفی نہ رہے کہ سُکر کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ مباح طور سے ہو، مثلاً: کسی دوا کے پینے سے نشہ آجائے، ایسے مست کی طلاق وغیرہ تصرّفات واقع نہیں ہوتے۔ دوسری حرام طور پر، جیسے شراب، تو ایسے مست کے تمام تصرّفات نافذ ہوتے ہیں[13] سوائے مرتد ہونے کے۔ ۱۲

﴿وَمَا الْمَعْدُوْمُ مَرْئِیًّا وَشَیْئًا ❁ لِفِقْهٍ لَاحَ فِيْ یُمْنِ الْھِلَالِ﴾

ترجمہ: اور بدلیل فقہ (صریح اور فہم صحیح) کے جو ہلال کی مبارکی میں ظاہر ہوا ❁ (یہ امر ثابت ہے) کہ معدوم نہ مرئی ہے، نہ اس کو شی کہا جاتا ہے۔

---

(13) یعنی ایسی شے سے نشہ کیا، جو شریعتِ مطہّرہ میں حرام تھی، جیسے شراب اور اس سے نشہ چڑھا اور اُس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تو وہ طلاق واقع ہو جائے گی؛ کیوں کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

تشریح وتوضیح:

یہ معتزلہ اور اہلِ سنت کے مابین اختلافی مسئلہ ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں: معدوم بھی شے ہے اور خدا تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے اور اہلِ سنت ان دونوں باتوں کی نفی کرتے ہیں۔ محققین کی رائے ہے کہ یہ نزاعِ لفظی ہے، شے کی تفسیر سے رفع ہو جاتا ہے۔ لغت اہلِ سنت کے قول کی تائید کرتی ہے جیسے مطوّلات میں مذکور ہے۔ ۱۲

﴿وَغَيْرَانِ الْمُكَوَّنُ لَا كَشَيْءٍ ۞ مَعَ التَّكْوِيْنِ خُذْهُ لِاكْتِحَالِ﴾

ترجمہ: اور مکوّن اور تکوین آپس میں غیر غیر ہیں ۞ ایک چیز کی طرح نہیں، اس مسئلہ کو سرمہ لگانے کے لئے لے لے۔

تشریح وتوضیح:

اس مسئلہ میں بھی معتزلہ اور اہلِ سنت کا خلاف ہے۔ معتزلہ کے نزدیک تکوین کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ مکوّن ہی ہے اور اہلِ سنت کے نزدیک تکوین ایک صفتِ قدیم ہے صفاتِ باری سے علاوہ قدرت وارادہ کے، وہی صفت مقدورات کے صدور کا منشا ہے اور اس کی تفصیل مع دلیل مطوّلات میں مذکور ہے۔ ۱۲

["خُذْهُ لِاكْتِحَال" اس مسئلہ کو سرمہ لگانے کے لئے لے لے۔] یعنی، یہ نکتہ بصیرت کی آنکھ روشن کرنے کے لئے سرمہ کا حکم رکھتا ہے جیسے سرمہ سے بصر کی ظلمت دور ہوتی ہے، اس مسئلہ سے بصیرت کی آنکھ، جہل کی ظلمت سے منوّر ہوتی ہے۔ ۱۲

﴿وَإِنَّ السُّحْتَ رِزْقٌ مِثْلُ حِلٍّ ۞ وَإِنْ يَكْرَهْ مَقَالِي كُلُّ قَالِي﴾

ترجمہ: اور حرام (بھی) حلال کی طرح رزق ہے ۞ اگرچہ ہر دشمن میرے (اس) قول کو پسند نہ کرے۔

تشریح وتوضیح:

یہ بھی معتزلہ اور اہلِ سنت کے مابین خلافی مسئلہ ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں: حرام کو رزق کہنا جائز نہیں؛ کیوں کہ رزق تو اللہ تعالی دیتا ہے، پس اگر حرام بھی رزق ہو، تو خدا تعالی خود دے کر بندوں کو اس پر عذاب نہیں کرتا اور حرام کے کھلانے پر عذاب ہونا ثابت ہے۔

اور اہلِ سنت کے نزدیک حرام بھی حلال کی طرح رزق ہے اور صحیح یہی ہے، ورنہ لازم آئے کہ جس نے عمر میں حرام ہی کھایا، حلال مطلق نہیں کھایا، اس کو خدا تعالی نے رزق نہیں دیا اور ایسا کوئی شخص نہیں جسے خدا تعالی نے رزق نہ دیا ہو۔ ۱۲

﴿وَفِي الْأَجْدَاثِ عَنْ تَوْحِيدِ رَبِّي ۞ سَيُبْلَى كُلُّ شَخْصٍ بِالسُّؤَالِ﴾

ترجمہ: اور قبروں میں ہر شخص توحیدِ ربی کے بابت ۞ سوال (وجواب) کے ساتھ امتحان کیا جائے گا۔

تشریح وتوضیح:

سوالِ قبر تمام اہلِ سنت کے نزدیک حق ہے۔ جہمیہ اور بعض معتزلہ اس کے منکر ہیں اور صحیح حدیثیں ان کا رد کرتی ہیں؛ کیوں کہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے کہ جب آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے، ایک کا نام "منکر" ہے اور دوسرے کا "نکیر" آکر سوال کرتے ہیں کہ "تیرا رب کون ہے"، "تیرا دین کیا ہے" اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابت بھی سوال کرتے ہیں پھر مومن صحیح جواب دیتا ہے اور کافر ومنافق کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔۔۔الخ[14]۔ ۱۲

---

(14) [سوالِ قبر سے متعلق یہ مذکورہ حدیث بہت سی کتبِ حدیث میں تفصیلاً موجود ہے "شارح علامہ چکوالی لاہوری" نے اسے مختصراً ذکر کیا ہے۔

چنانچہ "سنن ابوداود" میں سوالِ قبر سے متعلق ایک حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا «وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِي الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ.....ثُمَّ اتَّفَقَا – قَالَ: " فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ " قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا» قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ» قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرَ» فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: " وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ " قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا» قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ»، «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا» قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا» قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ» [سنن أبي داود: كِتَاب السُّنَّةِ، بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، رقم 4753]

یعنی (جب میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو) مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں: تیرا رب کون؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں: تیرا دین کیا؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں: (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ) یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں: تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا، اسے سچا جانا۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے؛ لہذا اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ، اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، پس کھول دیا جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ اس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تا حد نظر قبر میں

﴿وَلِلْكُفَّارِ وَالْفُسَّاقِ يُقْضَى ٭ عَذَابُ الْقَبْرِ مِنْ سُوْءِ الْفِعَالِ﴾

ترجمہ: اور کُفّار اور فُسّاق کے لئے بُرے کاموں کی وجہ سے ٭ عذابِ قبر کا حکم کیا جائے گا۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک عذابِ قبر حق ہے کُفّار کے لئے اور بعض گنہگاروں کے لئے، جن کو اللہ تعالی عذاب کرنا چاہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ اور جہمیہ کا خلاف ہے۔ ۱۲

﴿دُخُوْلُ النَّاسِ فِي الْجَنَّاتِ فَضْلٌ ٭ مِنَ الرَّحْمٰنِ يَا أَهْلَ الْآمَالِ﴾

ترجمہ: اے امیدوارو! جنت میں لوگوں کا داخل ہونا ٭ (محض) اللہ تعالی کے فضل سے ہے۔

فراخی کردی جاتی ہے۔ رہا کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا: فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے؛ لہذا اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھول دو، فرمایا: پھر اس تک وہاں کی گرمی اور لو آتی ہے، فرمایا: اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے؛ حتی کہ وہاں اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں، پھر اس پر اندھے بہرے فرشتے مسلط ہوتے ہیں، جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں، اگر ان سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے، اس سے اسے مارتے ہیں، ایسی مار جس سے جن وانس کے سوا شرق وغرب کی مخلوق سنتی ہے، جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔] (از خرم محمود)

تشریح وتوضیح:

یعنی، نیکو کار مومنوں کا جنت میں داخل ہونا محض اللہ تعالی کے فضل سے ہے، اعمالِ صالحہ، دخولِ جنت کی علتِ تامہ نہیں، اگرچہ تفاوتِ درجات اعمال کے اعتبار سے ہوگا۔ اس مسئلہ میں بھی معتزلہ کا خلاف ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالی کے ذمے اعمال کا بدلہ دینا واجب ہے اور ہم اہلِ سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں۔ ۱۲

﴿حِسَابُ النَّاسِ بَعْدَ الْبَعْثِ حَقٌّ ۞ فَكُوْنُوْا بِالتَّحَرُّزِ عَنْ وَبَالِ﴾

ترجمہ: اور (قیامت میں) زندہ ہونے کے بعد حساب کا ہونا حق ہے ۞ تم کو لازم ہے کہ (اس) وبال سے بچاؤ کی تدبیر میں رہو۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، مر کر پھر زندہ ہونا اور اعمال کا حساب، کتاب ہونا اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک حق ہے۔ اس مسئلہ میں بھی معتزلہ مخالف ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ عبث ہے؛ کیوں کہ خدا تعالی کو سب معلوم ہے مگر یہ ان کا قول نص کے مقابلے میں قیاس ہے۔ قرآن وحدیث میں جابجا حساب ووزنِ اعمال کا ذکر ہے پھر جب مواخذہ اور حساب، حق اور ضرور ہونے والا ہے تو عقلمند آدمی کو لازم ہے کہ وبالِ اُخروی سے پرہیز کرے، دنیا کی زندگی ہی میں ردِ مظالم کر لے ورنہ وہ دن سخت ہے، خدا تعالی اپنے فضل سے بچائے۔ آمین۔ ۱۲

﴿وَيُعْطَى الْكُتْبُ[15] بَعْضًا نَحْوَ يُمْنَى ۞ وَبَعْضًا نَحْوَ ظَهْرٍ وَّالشِّمَالِ﴾

ترجمہ: اور بعضوں کو نامۂ اعمال داہنی طرف سے دیئے جائیں گے ۞ اور بعضوں کو پشت اور بائیں ہاتھ کی طرف سے۔

---

(15) ضرورت شعری کے لئے تائے فوقانی کو ساکن کیا گیا۔ ۱۲

تشریح وتوضیح:

یعنی، دنیا میں آدمی جو نیک وبد عمل کرتا ہے، وہ فرشتے لکھ لیتے ہیں اور قیامت کے دن وہی صحیفے ہر ایک کے ہاتھ میں دیئے جاتے ہیں، جن کے نیک اعمال غالب ہوں گے، ان کو داہنے ہاتھ میں اور جن کے بُرے اعمال غالب ہوں گے، ان کو بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیئے جائیں گے۔ معتزلہ اس کے بھی منکر ہیں کہ یہ عبث ہے، خُدا تعالیٰ کو سب معلوم ہے لیکن یہ ان کا استبعاد غلط نص کے مقابلے میں قیاس ہے، قرآن اور صحیح حدیثوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ ۱۲

﴿وَحَقٌّ وَزْنُ أَعْمَالٍ وَجَرْيٌ ۞ عَلَى مَتْنِ الصِّرَاطِ بِلَا اهْتِبَالِ﴾

ترجمہ: اور اعمال کا وزن ہونا اور (پل) صراط کی ۞ پشت پر چلنا بلا شبہ حق ہے۔

تشریح وتوضیح:

اس شعر میں معتزلہ کا رد ہے جو واہیات، شبہات سے استدلال کر کے میزان اور صراط کا انکار کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک وزنِ اعمال حق ہے، قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے؛ اس لئے کہ قرآن و حدیث[16] میں اس کا اثبات ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ﴾

---

(16) [جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [الانبیا: ۴۷] ترجمہ کنزالایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن۔

اور ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾﴾ [الاعراف: ۹،۸] ترجمہ کنزالایمان: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی اُن زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے۔

"اوراس دن تول ضرور ہونی ہے" کے تحت صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م:۱۸ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ/۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء) رحمۃ اللہ تعالی علیہ تفسیر ''خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں:

"اس طرح کہ اللہ عزّوجلّ ایک میزان قائم فرمائے گا، جس کا ہر ایک پلہ اتنی وُسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان وُسعت ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی، جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلوں کی وُسعت دیکھی تو عرض کیا: یاربّ! کس کا مقدور ہے کہ ان کو نیکیوں سے بھر سکے؟ ارشاد ہوا کہ اے داؤد! میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو ایک کھجور سے اس کو بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضلِ الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔"

اور ''بخاری شریف'' کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ»

یعنی، دو کلمے رحمن عزّوجلّ کو پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔

شارح بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی (م:۶ صفر ۱۴۲۱ھ/۱۱ مئی ۲۰۰۰ء) رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

وزنِ اعمال: اہلِ سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے اعمال تولے جائیں گے مگر معتزلہ انکار کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا تولنا ممکن نہیں۔

اولاً: ان میں کوئی ثقل نہیں کہ تولہ جائے۔

ثانیاً: اعراض کا خود اپنا کوئی وجود نہیں یہ جب بھی پائے جاتے ہیں تو اپنے محل میں پائے جاتے ہیں محل سے جدا ہو کر ان کا پایا جانا ممکن نہیں پھر یہ کیسے تولے جائیں گے۔

پھر ان میں دو گروہ ہوئے:

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولہ جانا محال ہے۔

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولہ جانا ممکن ہے لیکن واقع نہیں ہوگا۔

ثالثاً: اگر وزنِ اعمال حساب و کتاب سے پہلے ہوں گے تو حساب و کتاب لغو اور اگر حساب و کتاب کے بعد ہوں گے تو تولنا لغو۔

معتزلہ کا رد: اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ وزنِ اعمال قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ سے ثابت ہے، اول ارشاد ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [الانبیاء: ۴۷] اور قیامت کے دن ہم میزانِ عدل قائم کریں گے۔ اور فرمایا: ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ﴾ [الاعراف: ۸] اور آج کے دن وزن حق ہے اور فرمایا: ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الاعراف: ۸] جس کا پلہ بھاری ہوگا، وہی کامیاب ہے اور فرمایا: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ [القارعۃ: ۶،۷] جس کا پلہ بھاری ہوگا تو وہی پسندیدہ زندگی میں ہے اور فرمایا: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ [القارعۃ: ۸،۹] اور جس کا پلہ ہلکا ہوا اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے اور فرمایا: ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ [الاعراف: ۹] اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا۔ یہ آٹھ آیات ہیں، ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے اور احادیث اس باب میں اتنی کثیر ہیں کہ ان سب کا استقصا دشوار ہے انہیں میں حدیث زیرِ بحث بھی ہے اس میں فرمایا گیا: "ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ" یہ دونوں کلمے میزان میں بھاری ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گے بلا ضرورت ظاہر معنی سے عدول، الحاد اور گمراہی ہے۔ رہ گیا یہ کہ وہ اعراض ہیں تو کیسے تولے جائیں گے؟ اس سلسلے میں اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اعراض کو ان کے محال سے جدا کر کے موجود کردے اور ان میں وزن پیدا کردے یا پھر یہ کہیں گے کہ وزنِ اعمال حق ہے کیفیت ہمیں معلوم نہیں اور بہت سے علمانے یہ فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اعمال نامے کے وہ دفتر تولے جائیں گے جن کو کراما کاتبین نے تحریر کیا۔

امام احمد اپنی "مسند" میں، امام ترمذی اپنی "جامع" میں، ابن ماجہ اپنی "سنن" میں، ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں، حاکم نے "مستدرک" میں، بیہقی نے اپنی "دلائل" میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علی رؤوس الخلق ایک کو الگ کھڑا کرے گا اور اس کے

[ترجمہِ کنز الایمان: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے] ہم اس کی حقیقت کا اعتقاد کرتے ہیں اگرچہ اس کی کیفیت ہماری سمجھ میں نہ آسکے۔ایسے ہی صراط کا ثبوت بھی قرآن و حدیث(17) میں ہے؛اس لئے ہم اس کو جیسے صحیح احادیث میں آیا ہے، مانتے اور اعتقاد کرتے ہیں۔اس میں کچھ شک اور جھوٹ نہیں۔۱۲

ننانوے دفتر پھیلائے گا، ہر دفتر حدِ نظر تک لمبا ہو گا پھر اللہ تعالی اس شخص سے فرمائے گا کہ کیا ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے کاتبین نے تم پر کچھ ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں، اے پروردگار! فرمائے گا: کیا تیرے لئے کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، اے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالی فرمائے گا: تیری ایک نیکی ہمارے حضور ہے اور تجھ پر ظلم نہیں۔اس کے بعد اللہ تعالی ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالے گا جس میں لکھا ہو گا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" فرمائے گا: میزان پر جا! وہ کہے گا: اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابے میں یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا حیثیت رکھتا ہے تو اللہ تعالی فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ایک پلے میں، تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا۔اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی نہیں آسکتا۔

حساب و کتاب اور وزنِ اعمال سے مقصود مخلوق پر حجت قائم کرنا ہے؛اس لئے اگر حساب و کتاب نہیں بھی ہوتا اور اللہ عزوجل اپنے علم کے مطابق جزا و سزا دے دیتا تو بھی کوئی حرج نہیں تھا لیکن اللہ عزوجل نے جس حکمت کے مطابق حساب و کتاب رکھا اسی حکمت کی مزید تائید کے لئے وزنِ اعمال رکھا، اس میں حکمت یہ ہے کہ جو حساب ہوا ہے اس میں کوئی نہ ظلم ہوا ہے نہ غلطی ہوئی ہے۔](نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، ج5، ص:636تا638)

(17) [صراط حق ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:«ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ، وَيَقُولُونَ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ، سَلِّمْ " قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الْجِسْرُ؟ قَالَ: " دَحْضٌ مَزِلَّةٌ، فِيهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ فِيهَا شُوَيْكَةٌ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ، فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيحِ، وَكَالطَّيْرِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ،

﴿وَمَرْجُوٌّ شَفَاعَةُ أَهْلِ خَيْرٍ ❁ لِأَصْحَابِ الْكَبَائِرِ كَالْجِبَالِ﴾

ترجمہ: اور اہلِ خیر کی شفاعت پہاڑوں جیسے ❁ کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے امید کی جاتی ہے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی انبیاء، علماء اور صلحاء کی شفاعت قیامت کے دن ہو گی، جو مومن لوگ کبیرہ گناہ کر کے بغیر توبہ کے مر گئے ہیں، وہ شفاعت سے بخشے جائیں گے مگر کبائر سے مراد ماسوائے شرک کے ہیں۔ شرک بغیر توبہ کے نہیں بخشا جاتا، پس مشرکین کے حق میں شفاعت نہیں ہو گی۔ "مَرْجُوٌّ" سے یہ مراد نہیں کہ شفاعت کا یقین نہیں، ظن ہے، نہیں بلکہ شفاعت تو یقیناً واقع ہو گی، ہاں! یہ ضرور نہیں کہ ہر عاصی کے حق میں شفاعت ہو۔ جس کے حق میں اللہ تعالی کی رضا شفاعت کے واسطے ہو گی، اس

وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ»(صحيح مسلم: كِتَابُ الْإِيمَانِ ،بَابُ مَعْرِفَةِ طَرِيقِ الرُّؤْيَةِ، رقم 302)

ترجمہ: پھر دوزخ پر ایک پل قائم کیا جائے گا اور شفاعت کی اجازت عام ہو جائے گی تو تمام انبیاء علیہم السلام (اپنی اپنی امتوں کے حق میں طلب استقامت وسلامتی کے لئے) یہ دعا کریں گے کہ اے اللہ! ان کو پل صراط کے اوپر سے) سلامتی سے گزار دے، ان کو دوزخ میں گرنے سے محفوظ رکھ، عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پل کیا شے ہے؟ فرمایا: پھسلنے ہی پھسلنے کی جگہ ہے، اس میں ٹیڑھے لوہے ہیں جن سے چیزیں اُچک لی جاتی ہیں، لوہے کے کانٹے دار کونڈے ہیں جیسے نجد میں کانٹے دار جھاڑیاں ہیں جسے "سعدان" کہا جاتا ہے، پس اس سے مومن پلک جھپکنے یا بجلی یا ہوا یا پرندے یا عمدہ گھوڑے یا سواروں کی (رفتار کی) طرح گذر جائے گا، کوئی سلامتی سے نجات پائے گا، کوئی لٹک لٹک کر زخمی ہو کر نجات پائے گا اور کوئی گھٹے ہوئے منہ کے بل دوزخ میں جا گرے گا۔] (از خرم محمود)

کے حق میں شفاعت کریں گے؛اس لئے ہر ایک کو امید ہے کہ میرے بارے میں شفاعت ہو، یقین نہیں اور اس میں بھی معتزلہ کا خلاف ہے اور حق اہلِ سنت کی طرف ہے۔ ۱۲

یہ شعر بعض نسخوں کی تبعیت سے پہلے معراج کے ساتھ گذر چکا،اکثر نسخوں میں یہیں ہے۔ ۱۲

﴿وَلِلدَّعَوَاتِ تَأْثِیْرٌ بَلِیْغٌ ❁ وَقَدْ یَنْفِیْهِ أَصْحَابُ الضَّلَالِ﴾

ترجمہ:اور دعاؤں کے لئے پوری تاثیر ہے❁اور اصحابِ ضلال (گمراہ لوگ) اس کا انکار کرتے ہیں۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، دعا قبول ہوتی ہے۔دعا سے قضائے معلّق ٹل جاتی ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾یعنی دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گااور حدیث شریف میں آیا ہے:«لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ»(18)یعنی قضائے معلق کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں ٹلاتی اور ایسے ہی زندوں کی دعا سے مردوں کو نفع ہوتا ہے۔اور " اصحابِ ضلال " سے معتزلہ مراد ہیں۔وہ اس مسئلہ میں بھی اہلِ سنت کے مخالف ہیں اور بعض علما نے آیت:﴿وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ﴾[ترجمہِ کنزالایمان:اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے] سے یہ استنباط کیا ہے کہ کافروں کی دعا نہیں قبول ہوتی،یہ نعمت مومنین کے ساتھ خاص ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ آیت کا مصداق آخرت ہے،دنیا میں کفار کی دعا بھی بسا اوقات قبول ہوتی ہے؛کیوں کہ شیطان نے قیامت تک مہلت مانگی تو اس کی دعا قبول ہوئی۔ ۱۲

---

(18) سنن الترمذي: أَبْوَابُ الْقَدَرِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،بَابُ مَا جَاءَ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ،رقم 2139

﴿وَدُنْیَانَا حَدِیْثٌ وَالْھَیُوْلٰی ۞ عَدِیْمُ الْکَوْنِ فَاسْمَعْ بِاجْتِذَالِ﴾

ترجمہ: اور ہماری دنیا حادث (نو پیدا) ہے اور ہیولی کی ۞ کوئی حقیقت نہیں سو (اس بات کو) خوشی سے سن لے۔

تشریح وتوضیح:

مطلب یہ ہے کہ تمام عالم حادث ہے اور "ھَیُوْلَی" جس کو فلاسفہ قدیم ثابت کرتے ہیں، اس کا وجود ہی نہیں یعنی وہ کوئی چیز نہیں اور " ھَیُوْلَی "یائے تحتانی کی تشدید اور تخفیف کے ساتھ" روئی "کو کہتے ہیں۔ فلاسفہ اس کے ساتھ تشبیہ دے کر عالم کے اصل کو جس کے ساتھ ہر صورت لگ سکتی ہے، ہیولی کہتے ہیں اور اس کے واسطے ایسی ایسی صفتیں بیان کرتے ہیں، جو اللہ سبحانہ وتعالی کی صفتیں ہیں اور اہل اسلام کے تمام فرقے بلکہ یہود ونصاری اور تمام انبیا کے اتباع اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ عالم "بجمیع اجزائه" حادث اور خداوند سبحانہ وتعالی کی مخلوق ہے اور ہیولی کوئی چیز نہیں، صرف متقدمین فلاسفہ اس میں مخالف ہیں، وہ ہیولی کو ثابت کرتے اور ان کے کفر پر تمام امتوں کا اتفاق ہے۔ ۱۲

﴿وَلِلْجَنَّاتِ وَالنِّیْرَانِ کَوْنٌ ۞ عَلَیْھَا مَرَّ أَحْوَالٍ خَوَالِي﴾

ترجمہ: اور بہشت اور دوزخ موجود ہیں ۞ ان کے اوپر گذشتہ سال (یا احوال) گزر رہے ہیں۔

تشریح وتوضیح:

یعنی، بہشت اور دوزخ اب مخلوق وموجود ہیں، قرآن وحدیث میں اکثر جگہ ان کا ذکر اسی طرح آیا ہے اور یہ اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے اور اکثر معتزلہ اس میں مخالف ہیں۔ ۱۲

﴿وَذُو الْإِیْمَانِ لَا یَبْقٰی مُقِیْمًا ۞ بِشُؤْمِ الذَّنْبِ فِي دَارِ اشْتِعَالِ﴾

ترجمہ: اور ایمان دار شخص گناہوں کی شامت سے ۞ (دوزخ) شعلوں کی گہرائی میں (ہمیشہ) مقیم نہ رہے گا۔

تشریح وتوضیح:

یہ بھی اہلِ سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ گار، مرتکبِ کبیرہ اگرچہ بلاتوبہ مرجائے، ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔اس مسئلہ میں معتزلہ اور خوارج کا خلاف ہے، وہ کہتے ہیں: مرتکبِ کبیرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور ان کا قول قرآن وحدیث سے مردود ہے۔ چنانچہ اوپر بھی ضمناً بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

﴿لَقَدْ أَلْبَسْتُ لِلتَّوْحِيدِ نَظْمًا ۞ بَدِيعَ الشَّكْلِ كَالسِّحْرِ الْحَلَالِ﴾

ترجمہ: بے شک میں نے توحید کو نظم کا خوب صورت ۞ لباس پہنا دیا ہے جیسے سحر حلال۔

تشریح وتوضیح:

اب مصنّف رحمہ اللہ عقائد ختم کر کے اس نظم کے حفظ اور ضبط کی ترغیب دیتے ہیں، مطلب یہ ہے: میں نے مسائلِ توحید کو نظم کا لباس پہنایا، نظم بھی کیسی! جو نہایت عجیب وغریب ہے اور سحر کی طرح سامع اور قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہے مگر یہ ایسا سحر نہیں جس کا عمل حرام وناجائز ہے بلکہ یہ سحر حلال ہے؛ چوں کہ سحر میں بوجہِ غرابت ایسی دلچسپی ہوتی ہے کہ دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور نظم میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے؛اس لئے نظم کو سحر کے ساتھ تشبیہ دی اور اعتراض کا موقعہ نہ دینے کے لئے اس کو حلال سے موصوف کیا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ وَلِوَالِدَیْھِمْ اَجْمَعِیْن

﴿يُسَلِّي الْقَلْبَ كَالْبُشْرَى بِرَوْحٍ ۞ وَيُحْيِي الرُّوحَ كَالْمَاءِ الزُّلَالِ﴾

ترجمہ: بشارت (خبر خوش) کی طرح، دل کو راحت کے ساتھ تسلی دیتی ہے ۞ اور روح کو زندہ کر دیتی ہے، جیسے میٹھا پانی۔

تشریح وتوضیح:

یعنی دلچسپ نظم ہونے کی وجہ دل کو خوشی پہنچاتی ہے۔ گھبراہٹ اور دل گیری کا باعث نہیں بلکہ خوشخبری کی طرح دل کو تسلی دیتی ہے اور جیسے میٹھا پانی جسم کو تازگی بخشتا ہے، یہ نظم روح کو تروتازہ کرتی ہے۔ ۱۲

"بُشرَی" بالضم "خوشخبری": کیوں کہ اس کے سنتے (اثر، زور، طاقت۔۔) سے بشرہ یعنی چہرہ رونق پذیر ہو جاتا ہے اور " رَوح" بالفتح "خوشی" ، "رُوح" بالضم "جان"، "زُلال"، "میٹھا پانی"۔ ۱۲

﴿فَخُوضُوا فِیهِ حِفظًا وَّ اعتِقَادًا ۞ تَنَالُوا جِنسَ أَصنَافِ المَنَالِ﴾

ترجمہ: پس اس میں خوض کرو، یاد کرنے سے اور اعتقاد کر کے ۞ طرح طرح کی عطا (ومتاع) کی جنس پاؤ گے۔

تشریح وتوضیح:

یعنی جب اس نظم میں اتنی خوبیاں ہیں، تو اس کو خوب یاد کرو اور اعتقاد سے اس میں غور وخوض کرو؛ تاکہ طرح طرح کے فوائد وعطایائے دینوی واُخروی تمہیں حاصل ہوں۔ ۱۲

﴿وَكُونُوا عَونَ هٰذَا العَبدِ دَهرًا ۞ بِذِكرِ الخَيرِ فِي حَالِ ابتِهَالِ﴾

ترجمہ: اور زاری کے حال میں ذکرِ خیر سے ۞ اس بندہ (مؤلف) کے عمر بھر مددگار رہو۔

﴿لَعَلَّ اللهَ يَعفُوهُ بِفَضلٍ ۞ وَيُعطِيهِ السَّعَادَةَ فِي المَآلِ﴾

ترجمہ: امید ہے (کہ بابرکتِ دعا) اللہ اس کو اپنے فضل سے بخشے ۞ اور انجام کار میں اسے سعادت عطا کرے۔

﴿وَإِنِّي الدَّهرَ أَدعُو كُنهَ وُسعِي ❁ لِمَنْ بِالخَيرِ يَوْمًا قَدْ دَعَالِي﴾

ترجمہ: اور میں (بھی ان شاء اللہ) حتی الوسع عمر بھر دعائے خیر کرتا رہوں گا❁اس شخص کے لئے جس نے ایک دن (بھی) میرے حق میں دعائے خیر کی ہو۔

تشریح وتوضیح:

پہلے مسائل عقائد میں ثابت ہو چکا ہے کہ دعا کی تاثیر بلیغ ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر امر ہے کہ ہر شخص میں کچھ نہ کچھ قصور اور کوتاہیاں ہوتی ہیں، خصوصاً صالحین اپنے آپ کو سب سے زیادہ مبتلائے گناہان سمجھتے ہیں؛ اس لئے مصنّف رحمہ اللہ نے سب اس نظم کے پڑھنے، سننے والوں سے اپنے حق میں دعائے خیر کی درخواست کی؛ تاکہ اللہ تعالی مسلمانوں کی دعا کی برکت سے رحمت فرمادے اور گناہ بخشے اور پھر اخیر کے شعر میں یہ وعدہ کیا کہ مجھ سے بھی جہاں تک ہو سکا، جس نے میرے حق میں دعائے خیر کبھی ایک دن بھی کی، اس کے حق میں حتی الوسع دعا کرتا رہوں گا تو اس میں سامعین کے لئے ترغیب ہے کہ جو ایک مرتبہ دعائے خیر کرے گا، مصنّف رحمہ اللہ اس کے حق میں عمر بھر دعا گو رہے گا۔ سو ہم بھی مصنّف رحمہ اللہ کی دعائے خیر کی طمع اور حق گذاری کی نیت سے اپنے اور ان کے حق میں دعا کرتے ہیں:

ربنا اغفرلنا ولإخوننا الذين سبقونا بالإيمان ولاتجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رؤف رحيم.

ربنا اغفرلي و للناظم و لآبائنا ومشائخنا ولجميع المسلمين برحمتک یاأرحم الراحمین۔

تمت القصيدة اللامية المعروفة بقصيدة بدء الأمالي مع شرحه عقيدة أهل المعالي أي أهل السنة۔ ۱۲

فہرستِ ماخذ ومراجع

- قرآن پاک
- تفسیر خزائن العرفان: صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، ناشر: مکتبۃ المدینہ، کراچی۔
- صاوی علی الجلالین: حضرت امام احمد بن محمد صاوی، مالکی، خلوتی رحمۃ اللہ تعالی، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر۔
- الجامع لأحکام القرآن: امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح انصاری خزرجی قرطبی۔
- تبیان القرآن: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بکسٹال، لاہور۔
- صحيح مسلم: مؤلف: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشيري النيسابوري (متوفى: 261ھ) محقق: محمدفؤادعبدالباقي، ناشر: دارإحياءالتراث العربي، بيروت
- سُنَن الترمذي: مؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279ھ)، محقق: بشار عواد معروف، ناشر: دار الغرب الإسلامي، بيروت
- نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری: شارح صحیح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ
- اکابر تحریکِ پاکستان: محمد صادق قصوری، ناشر: فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف، گجرات۔
- روشن دریچے: جمیل العلما حضرت علامہ محمد جمیل احمد نعیمی، ناشر: بزم چشتیہ صابریہ، کراچی۔
- شفا شریف: مکتبہ اعلی حضرت۔
- تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان): علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، ناشر: شبیر برادرز پبلشرز، اردو بازار-لاہور۔
- ماہنامہ عرفات لاہور، مدیر اعلی: مفتی محمد حسین نعیمی، جلد 17، شمارہ 12،11۔ نومبر، دسمبر 1975
- درج المعالی (مقدمة): عز الدين محمد بن ابو بكربن جماعة، تحقيق: مجدى غسان معروف، ناشر: مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت-لبنان۔
- الأعلام: مؤلف: خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396ھ)

- کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مؤلف: مصطفى بن عبد الله كاتب جلبي القسطنطيني معروف به حاجي خليفة (المتوفى: 1067ھ)
- شرح العقائد النسفية: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مکتبۃ المدینۃ، کراچی، پاکستان)
- ضوء المعالی علی منظومۃ بدء الامالی لملا علی قاری، تحقیق و تعلیق عبد السلام شنار، ناشر: دارالبیروتی
- العقیدۃ الحسنۃ مع ترجمہ و شرح بنام عقائد الاسلام از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ترجمہ و شرح: خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان برکاتی، فرید بک ستال، لاہور۔
- شرح المواقف: علامہ السید الشریف علی بن محمد جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت — لبنان۔
- الفقہ الاکبر: سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، تحقیق و تعلیق: ابو شعبہ السنبادی۔
- الیواقیت والجواھر: امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت — لبنان۔
- شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام: امام تقی الدین ابو الحسن علی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ، مکتبۃ الحقیقۃ—ترکی۔
- انبیائے کرام گناہ سے پاک ہیں؛ مصنف: امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی ،تقدیم و ترتیب و تخریج و تحشیہ: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی، ناشر: نوری مشن مالیگاؤں۔ ناسک
- تعلیقات رضا در طحطاوی علی الدر؛ افادات: امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی، ترجمہ و تحقیق: مولانا محمد صدیق ہزاروی، ناشر: مرکزی مجلس رضا۔ لاہور
- شرح قصیدہ امالی: شاہ محمد رمضان مہمی [وفات: ۱۲۴۰] (مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد 2، ص 63، مرتبہ: افسر صدیقی امروہی، ناشر: انجمن ترقی اردو۔ پاکستان، بابائے اردو روڈ۔ کراچی)
- مرآۃ التصانیف: مولانا حافظ محمد عبد الستار سعیدی، ناشر: مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ۔ لاہور

محترم المقام جناب.......................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمیعت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمیعت اشاعت اہلسنت (پاکستان) نے آئندہ سال 2017ء کے لئے اپنے مفت سلسلہ اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس فارم کے آخر میں دیئے گئے کوپن پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کردیں تاکہ آپ کو نئے سال کی ممبر شپ حاصل ہو جائے۔ کراچی کے رہائشی یا دوسرے حضرات جو ذاتی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 11:30 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں۔

فقط

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:

جمیعت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000

سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)

شعبہ نشر واشاعت 021-32439799

0321-3885445

....

نام..

ولدیت..

مکمل پتہ..

....

....

فون نمبر..........................سابقہ ممبر شپ نمبر..........................

نوٹ!!

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے لئے اس فارم کو پُر کر کے بھیجیں۔ منی آرڈر اور فارم پر اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں۔ مکان نمبر، گلی نمبر یا مکان کا نام، گلی کا نام، محلے کا نام، قریب میں کوئی مشہور جگہ، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع وغیرہ لکھ کر بھیجیں تا کہ آپ کی کتاب ضائع نہ ہو۔ خط اور منی آرڈر پر اپنا رابطہ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔ (جیسا کہ 250(PUN)، 725(SIN) وغیرہ)

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔ خط اور منی آرڈر ایک ہی دن ایک ساتھ روانہ کریں۔

☆...... ایک منی آرڈر سے جتنے افراد کی رقم بھیجی ہے ان سب کے نام اور ایڈریس بھی ایک ہی خط میں روانہ کریں، علیحدہ علیحدہ خط نہ بھیجیں۔

☆...... خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والوں کی رقم ضائع ہونے کی صورت میں ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔

☆...... سال 2017ء کی ممبر شپ حاصل کرنے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 2016ء ہے۔ کسی مجبوری کی صورت میں 10 جنوری 2017ء تک ہر حال میں ممبر شپ فارم جمع کروا دیں بصورتِ دیگر ادارہ آپ کو ممبر شپ جاری نہ کرنے کا مجاز ہوگا۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے